ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

دسمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

آج دُنیا میں امن کا نظام آپ سے وابستہ ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء بمقام مغربی جرمنی)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے آیت

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥

کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: آخرت کے متعلق قرآن کریم کی پیشگوئیوں کا اسلوب یہ ہے کہ ہر پیشگوئی کا اطلاق ایک رنگ میں اِس دُنیا میں بھی ہوتا ہے۔ اِس دُنیا میں اُس حصّہ کو پُورا ہوتے ہوئے دیکھ کر انسان کا دل یقین سے بھر جاتا ہے کہ آئندہ دُنیا کی پیشگوئی کوئی موہوم خیال نہیں تھا بلکہ حقیقت پر مبنی پیشگوئی تھی جو اسی طرح پوری ہوگی جس طرح اِس دُنیا سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بڑی تفصیل سے مثالیں دے کر ہمیں سمجھایا ہے کہ عام دُنیا کے منجّمین کی پیشگوئیاں یا عام دُنیا کے خواب بینوں کی پیشگوئیاں یا دیگر تعلق باللہ کا دعویٰ کرنے والوں کی پیشگوئیاں اِس لحاظ سے قرآن کریم سے کوئی موافقت نہیں رکھتیں۔ قرآنی پیشگوئیاں واضح قطعی اور یقینی ثبوت رکھتی ہیں۔

پھر فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اب اسلام کے علاوہ دُنیا میں کوئی دین نہیں رہا۔ اس کے علاوہ کسی غیر دین میں اگر کوئی پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ بالآخر انسان کو یہ دکھائی دینے لگے گا کہ آخرت کی بات تو الگ رہی اِسی دُنیا میں ہی اسلام کے علاوہ ہر دین اپنے متبعین کو چھوڑ دے گا یعنی اپنے کئے ہوئے وعدے ان کے ساتھ پورے نہیں کرے گا۔ اِس وقت جو حالات انسان پر گزر رہے ہیں قرآن کریم کی پیشگوئی کے عین مطابق ہیں چنانچہ قرآن کریم نے فِی الْاٰخِرَۃِ

مِنَ الْخٰسِرِیْنَ کی دوسری جگہ تشریح فرمادی جس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ صرف آخرت میں ہونے والا نہیں بلکہ انسان اِس دُنیا میں بھی اپنے گھاٹے کو دیکھ لے گا۔ چنانچہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ نے اِس مضمون کو کھول دیا ہے کہ زمانہ گواہ ہے اور کسی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا لیکن اِس سورت میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا استثناء کیا گیا ہے یعنی وہ چند لوگ خسارہ پانے والے نہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور صبر کے ساتھ مسلسل نصیحت کرتے چلے گئے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ فرمایا: یہ ایک ایسا بیان ہے کہ جو ساری انسانیت کو لپیٹ رہا ہے۔ انسان بحیثیت مجموعی گھاٹے میں چلا جائے گا۔ اس کے بعد اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا ترجمہ اس کے سوا کیا ہی نہیں جا سکتا کہ سوائے چند لوگ جو ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کریں۔

فرمایا: ایک تو اس کے آغاز میں دلیل اِس بات کی ہے کہ وہ چند لوگ ہوں گے اور ایک دلیل اس کی آخر میں رکھی گئی کہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ، صبر کا مضمون بتاتا ہے کہ وہ بہت تھوڑے لوگ ہوں گے اور مظلوم ہوں گے اور مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ صبر کی ضرورت فاتح اور غالب کو نہیں ہوتی بلکہ مظلوم کو ہوتی ہے۔ جو اس کے باوجود کہ ان کی معمولی حیثیت ہوگی اپنی نصیحت سے باز آنے والے نہیں ہوں گے نہ مایوس ہوں گے اور صبر کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جائیں گے۔ صبر کے ساتھ، وفا کے ساتھ اپنے پیغام پر قائم رہیں گے اور پیغام دیتے چلے جائیں گے سارا عالَم گواہ ہے کہ زمانے کی حالت ابتر ہو چکی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ وہ چند لوگ ہوں گے جو لوگوں کو امن کی طرف بُلانے والے ہوں گے اور اگر آج جماعتِ احمدیہ اس کی مصداق نہیں تو اور کون ہے؟ آج ہمارے اعمال اور کردار میں نمایاں امتیاز ہونا چاہیئے تاکہ دُنیا یہ تسلیم کرلے کہ ان سے دُنیا کا امن وابستہ کیا جا سکتا ہے۔ دُنیا کے گھاٹے سے بچ کر اگر ہم اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کرلیں تو پھر اس صداقت کا مصداق ہم اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں ورنہ دعووں کی کوئی حیثیت نہیں قرآن پر تو ایمان لانے والے کروڑوں ہیں۔ قرآن کریم نے ان کا استثناء نہیں فرمایا بلکہ نیک اعمال سے وابستہ ہونے والوں کا استثناء کیا ہے۔ آج فتح اور شکست کا فیصلہ نظریات کی دُنیا میں نہیں عمل کی دُنیا میں ہوگا۔ پس اپنی کیفیت کا جائزہ لیں کہ اس کے نتیجہ میں دُنیا کو امن دے سکتے ہیں یا نہیں۔ آج دُنیا میں امن کا نظام آپ سے وابستہ ہے آج آپ کی حیثیت امن کے سفیر کی ہے لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ اندرونی تعلقات امن کا بہترین نمونہ ہوں جس سے دُنیا کو موقع دیا جائے کہ وہ آپ سے امن تلاش کرے۔ اس کے لئے دل کے اندر غیر معمولی کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ محنت اور صبر کی ضرورت ہے۔ اس جنّت کو پہلے اپنے ماحول

اور عائلی زندگی میں دکھانا ہے پھر دُنیا کے امن کے سامان کرنے ہیں۔ یہ اہم نکتہ ہے جس کے نتیجہ میں اس مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے اور عمل کی دُنیا میں اس کو رائج کریں ورنہ یہ دعویٰ سچّا ثابت نہیں ہوسکتا۔

تحریکِ جدید کے نئے سال کا آغاز

تم ہی ہو جنہوں نے ساری کائنات کا نقشہ بدلنا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء بمقام نن سپیٹ۔ ہالینڈ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ

کی تلاوت فرمائی۔ آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا: آج جماعت کی انجمنیں ہوں یا ذیلی تنظیمیں وہ اِس آیت کی مصداق نظر آتی ہیں۔ ان کا اپنی جانیں پیش کرنا اور اموال پیش کرنا اور اپنے قیمتی متاع کو خدا تعالےٰ کے حضور پیش کرنا بہت ہی حسین منظر پیش کرتا ہے۔ اِس آیت کے مطابق اموال کے ساتھ جان کی قربانی کے مواقع بھی پیش آتے رہتے ہیں لیکن جہاں تک باقاعدہ وقفِ زندگی کا تعلق ہے تحریکِ جدید انجمن احمدیہ سب سے بڑھ کر وقفِ زندگی کے نظام کی نمایاں مظہر ہے۔ مالی لحاظ سے بھی یہ دوسری انجمنوں سے پیچھے نہیں۔

فرمایا: آج تحریکِ جدید کے دفتر اوّل کا ۵۲ واں سال ختم ہو رہا ہے اور دفتر دوم کا ۳۲ واں سال ختم ہو رہا ہے۔ دفتر سوم کا ۲۱ واں اور دفتر چہارم جس کا مَیں نے گذشتہ سال اعلان کیا تھا کا پہلا سال ختم ہو رہا ہے۔ روایت کے مطابق اکتوبر کے آخری جمعہ میں تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے اِس لئے آج مَیں دفتر اوّل کے ۵۳ ویں سال کا آغاز کرتا ہوں اور دفتر دوم کے ۳۳ ویں اور دفتر سوم کے ۲۲ ویں اور دفتر چہارم کے دوسرے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔

فرمایا: جن تنظیموں کے سپرد ذمّہ داری تھی انہوں نے بڑے خلوص سے اِسے نبھایا ہے جس کی تفصیل بیان کرنا یہاں ممکن نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی نعمتوں کو خوب پھل لگایا ہے اِس لئے ہمیں امید ہے کہ وہ خدا جو اِس زمانہ میں غیر معمولی طور پر ہماری قربانیوں کے پھل اس طرح بڑھا کر دیتا ہے وہ اُخروی زندگی میں بھی ہماری محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف سالوں کا موازنہ کرتے ہوئے اور پاکستان میں موجودہ مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے افضال کا ذکر فرمایا کہ کس طرح جماعت نے اِن حالات میں

قدم ترقی کی جانب رواں دواں رکھا ہے۔

وعدوں میں جن جماعتوں نے قربانی میں نمایاں قدم بڑھایا ہے اُن میں سے کراچی، ملتان، ساہیوال، پشاور، راولپنڈی اور بہاول نگر قابلِ ذکر ہیں۔

فرمایا: وہ اوّلین لوگ جو دفترِ اوّل میں شامل ہوئے تھے ان کی قربانیوں کا ہی پھل ہے کہ ساری دُنیا میں جماعت کی ترقی ہو رہی ہے اور سَو سے زائد ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اِس لئے ان کے نام کے ساتھ ان کے کھاتوں کو بھی زندہ رکھنا چاہیئے چنانچہ ۱۱۵۰ کھاتے بحال ہو چکے ہیں اور گذشتہ سال ۳۳۵ مزید کھاتے بحال ہوئے ہیں۔

فرمایا: غیر ملکوں میں جماعت کے کثرت سے پھیلاؤ کی وجہ سے اُن کھاتوں کو بحال کرنے کے لئے زیادہ تتبع نہیں ہؤا کیونکہ نوجوان نسل میں سے کئی کو اپنے محسنوں کا علم نہیں اِس لئے ذہن میں آیا کہ لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں سے روشناس کرایا جائے اور اُن کے محسنوں کے بارہ میں بتایا جائے تحریکِ جدید کو جو ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ جن کھاتوں کو زندہ کرنا ہے اُس میں سات لاکھ کا اضافہ کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے گیارہ لاکھ کا اضافہ ہؤا ہے۔

فرمایا: ایک اَور بات کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی کہ جماعت کو اِس آیت کے دونوں پہلو مدِّ نظر رکھنے چاہئیں کہ صرف مالی قربانی کا معیار ہی اُونچا نہ کریں بلکہ افراد کی تعداد بھی بڑھائیں اور مجاہدین کے اضافے میں کوشش کریں جس طرح کُل آمد میں اضافے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ انہیں چودہ ہزار کا ٹارگٹ دیا گیا تھا اور اگر یہ چودہ ہزار بڑھاتے تو تعداد ساٹھ ہزار ہو جاتی تھی لیکن اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تعداد چھیاسٹھ ہزار ہو چکی ہے۔

فرمایا: دفترِ چہارم میں ایک سال کے اندر ہی مجاہدین کی تعداد گیارہ ہزار چار سو پچاس ہو گئی ہے اس میں اکثر بچے ہیں اور کچھ نوجوان ہوں گے جو پہلے دفتر میں سے رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریکِ جدید کے ذریعہ جماعت کی آئندہ نسلوں کی حفاظت کا انتظام بھی جاری ہو چکا ہے۔

فرمایا: بیرونی ممالک میں اضافوں میں پاکستان کے حالات کا براہِ راست دخل ہے۔ ساری دُنیا کے ملّاں اگر مل جائیں اور جماعتِ احمدیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کریں تو خدا تعالیٰ آپ کو یقین دلاتا ہے کہ انکی ہر کوشش کے نتیجہ میں آپ آگے بڑھیں گے۔ آگے بڑھیں گے اور آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

وصولی کی رفتار میں غیر معمولی اضافوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وعدوں میں نمایاں اضافہ کرنیوالی جماعتوں میں جرمنی صفِ اوّل میں ہے کینیڈا کی جماعت دوسرے نمبر پر اور ہالینڈ تیسرے نمبر پر، برطانیہ

چوتھے نمبر پر اور امریکہ پانچویں نمبر پر ہے۔ بعد ازاں غانا، آئیوری کوسٹ، تنزانیہ اور یوگنڈا وغیرہ کا ذکر بھی فرمایا کہ ان ملکوں نے قربانیوں میں آگے بڑھنے میں غیر معمولی رفتار بڑھائی ہے۔

اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیگر کوائف کا تفصیلی ذکر فرمایا اور فرمایا کہ خلافتِ رابعہ کے دوران جس طرح غیر معمولی طور پر دشمنوں کی طرف سے مخالفت بڑھی ہے اسی طرح غیر معمولی طور پر قربانی کا جذبہ بھی بڑھا ہے چنانچہ چار سالہ مخالفت کے دور میں پاکستان کی مالی قربانی دگنی ہوگئی ہے اور بیرونی جماعتوں میں ان چار سالوں میں جماعت مالی قربانی میں دس گنا آگے بڑھی ہے اور تحریکِ جدید کا چندہ دوسری مالی قربانیوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔

فرمایا: وقف کے میدان میں غیر معمولی اضافہ دکھائی دے رہا ہے۔ طوعی کارکنان بڑے جذبہ کے ساتھ آگے آرہے ہیں اور مستقل وقفِ زندگی کی طرف بھی توجہ بڑھ رہی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو وقف کر رہے ہیں اور ان کے چہروں پر بشاشت ہوتی ہے اس لئے بلا شُبہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف جماعتِ احمدیہ ہی اِس آیت کی مصداق ہے۔

فرمایا: ایک وہ جنّت ہے جو بعد میں بھی ملے گی لیکن اِسی دُنیا میں ہمیں اس کے نظارے نظر آرہے ہیں۔

فرمایا: پس اللہ کے فضل کے ساتھ اُن وعدوں پر یقین رکھو کہ تم ہی ہو جنہوں نے ساری کائنات کا نقشہ بدلنا ہے اور تمہارے سوا اَور کوئی نہیں۔

خطبہ ثانیہ کے دَوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جن ملکوں میں ہم رہتے ہیں وہاں کی مقامی زبان میں مقرر کو خطاب کرنا چاہیئے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو ترجمے کا انتظام ہونا چاہیئے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک امر کا ذکر بھول گیا تھا۔ نئے سال کے آغاز کے موقع پر جماعتیں آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں امسال جماعتِ احمدیہ انگلستان نے نئے سال کے وعدے بھجوا دیئے ہیں۔

فرمایا: جب مَیں انگلستان میں آیا تھا تو ان کا تحریکِ جدید کا وعدہ ۳۵ ہزار پونڈ تھا اگلے سال انہوں نے ۵۰ ہزار پونڈ کر دیا اور امسال اُس نے بڑھا کر ۶۰ ہزار پونڈ کر دیا ہے۔

خدا کی توحید آسمانوں سے ہم نے زمین پر لانی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، نومبر ۱۹۸۶ء بمقام لنڈن)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے اپنے حالیہ دَورۂ جرمنی، بیلجئم اور ہالینڈ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ دَورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہوُا ہے۔ بہت سے امور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ کئی امور قابلِ توجہ تھے جو دُور بیٹھے نظر نہیں آتے مگر قریب آنے سے، رابطے سے، دوستوں کے ساتھ ملاقاتوں کے نتیجہ میں کئی کئی رستے نئے نئے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اِس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دَورے کافی مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

فرمایا: جرمنی میں میرا تأثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے غیر معمولی امکانات پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے اس کا ایک بڑا حِصّہ نوجوان ہے اور ان کے اندر غیر معمولی جوش اور قربانی کا مادہ پایا جاتا ہے اور اگر ان کو اچھی طرح سے سنبھال لیا جائے تو جرمنی کا مستقبل بنانے میں ایک بہت ہی عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اِسی طرح جرمن نوجوان بھی اور جرمن خواتین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ معیار کے احمدی ہیں بلکہ بعض صورتوں میں تو ان کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو دیکھ کر بعض پاکستانی احمدی ان کے مقابل پر صفِ دوم کے احمدی نظر آنے لگتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ تشویشناک صورت حال بھی پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ دو احمدی جرمن نوجوانوں نے ذکر کیا کہ پاکستان سے آنے والے بعض احمدیوں کا رویہ افسوسناک ہے اور اس کے نتیجہ میں جرمن احمدیوں کے لئے ٹھوکر کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اِس ضمن میں بعض نہایت اہم امور جن کا تعلق عالمی نظام جماعتِ احمدیہ سے ہے، کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جہاں جہاں مقامی جماعتیں عطا ہو رہی ہیں یعنی ایسی جماعتیں جن میں اُس ملک کے باشندے زیادہ نمایاں تعداد میں نظر آنے لگے ہیں ایسی جگھوں پر ہمیں تربیت کی طرف دو طرح سے متوجہ ہونا پڑے گا:۔

اوّل: مجالسِ عاملہ کو ایک FOLLOW UP گروپ یعنی مبلغین کے پیچھے پیچھے چلنے والا تربیت کا گروپ تیار کرنا چاہیئے اور وہ خصوصیت کے ساتھ، جس کے سپرد یہ کام کیا جائے سوچتے رہیں کہ نئے آنے والوں کی تربیت کے لئے کِس کِس چیز کی ضرورت ہے۔

فرمایا: ہر ملک کی ضرورت الگ الگ ہو گی جس کے لئے مرکز یعنی تحریکِ جدید بھی کوئی معیّن ہدایات

نہیں دے سکتی اور نہ میں معیّن طور پر ہر ملک کی ضروریات کا تعین یہاں بیٹھے کر سکتا ہوں اس لئے ان معاملات میں مقامی جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کو خود ادا کرنا چاہیئے اور بالغ نظری کے ساتھ ان معاملات کو سلجھانا چاہیئے کیونکہ ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو آئندہ زیادہ دقتیں پیش آجائیں گی۔

سب سے اہم بات جس کو تمام دُنیا کی مجالس عاملہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے وہ توحید ہے۔ توحیدِ خالص کسی آسمان پر بسنے والی چیز کا نام نہیں ہے۔ خدا نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اس لئے اس کی توحید کے دائرے سے کوئی چیز بھی باہر نہیں اور اس کے توحید کے اثر ونفوذ سے کوئی چیز بھی خالی نہیں ہونی چاہیئے اس لئے جماعتِ احمدیہ جو حقیقی توحید پرست جماعت ہے اسے بھی توحید کا منظر پیش کرنا چاہیئے اور اگر جماعتِ احمدیہ نے اس سے غفلت کی اور ایسا ہونے دیا کہ انگلستان کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اُٹھ رہی ہو اور افریقہ کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اُٹھ رہی ہو اور اسی طرح یورپ اور امریکہ کی، چین اور جاپان کی، انڈونیشیا اور ملائشیا کی اور دیگر ممالک کی جماعتیں اپنا اپنا الگ کردار بنا رہی ہوں تو توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ توحید عمل کی دُنیا میں دکھائی دینی چاہیئے۔

خدا کے نام پر اکٹھے ہونے والے، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر جمع ہونے والے ایک ہو جانے چاہئیں اور وحدت کا منظر پیش کرنا چاہیئے۔

فرمایا: وحدت کا ایک منظر آپس میں ایک ہو جانا، ایک دوسرے سے محبّت کرنا، رنگ اور نسل کے امتیازات کو فراموش کر کے ایک جان ہو جانا ہے۔ اس پہلو سے توحید کو دُنیا میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے اور یہ محض تنظیم سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس حصّے کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہونی چاہیئے۔

اس ضمن میں بتایا کہ ہر ملک میں مختلف النسل اور مختلف قوموں سے آنے والوں کے امتزاج کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اس لئے فوری طور پر جماعتوں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ اگر انگلستان میں انگریز احمدی ہوتے ہیں تو آپ حُسنِ خُلق سے ان کو اپنے معاشرے میں جذب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ تنہا ہو گئے ہیں اور یہ احساس نہ ہونے دیں کہ وہ مغربی معاشرے سے ایک ایسے معاشرے کی طرف آئے جہاں مذہبی اقدار تو ملیں مگر متبادل معاشرہ نصیب نہیں ہوا۔ یہ توفیق نہیں ملی کہ جس تمدّن کو وہ چھوڑ کر آئے ہیں اس کے بدلہ میں کوئی تمدّن پالیں۔ ہر قوم کے کچھ تمدّنی پہلو ہیں جو اس قوم کی زندگی کا جُزو بن چکے ہوتے ہیں اور کچھ مذہبی پہلو ہیں جو تمدّن بن چکے ہیں۔ جہاں تک اسلامی تمدّن کا تعلق ہے یہ وہ خطوط ہیں جن سے تم تجاوز نہیں کر سکتے ان راہوں سے ہٹو گے تو دینِ حق کی راہوں سے ہٹو گے اور یہ وہ خطوط ہیں جن میں تمہیں اختیار ہے کہ

اسلامی ہدایات کے تابع رہ کر اپنے لئے تمدّن کی راہیں تلاش کرو یا مقامی تمدّن میں سے اچھی چیزیں اخذ کر لو اور پاکستانی احمدیوں کو بھی اپنے تمدّن میں اسی حد تک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے کہ جس حد تک احمدیت اجازت دیتی ہے یا دوسری قوم کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے اُس کی خاطر کچھ تمدّنی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا: بالغ نظر کے ساتھ اگر آپ دونوں سوسائٹیوں کی بُری باتیں چھوڑ دیں اور اچھی باتیں اختیار کرلیں اور دینِ حق کی تمدّن کی رُوح کو غالب رکھیں تو اس پہلو سے جو بھی تمدّن دُنیا میں احمدی تمدّن کے نام سے پیدا ہوگا اُس میں ایک تو امتزاج پایا جائے گا اور دوسرے ایک عالمی قدرِ مشترک پائی جائے گی اور وہی ملّتِ واحدہ بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ایک بھاری حصّہ تمدّن کا ایسا ہے جو مذہب سے اثر انداز ہوتا ہے اور اس حصّہ کی حفاظت کرنا اور اسے نکھار کر دُنیا کے سامنے پیش کرنا وقت کی نہایت ہی اہم ضرورت ہے جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

عالمی توحید کو پیدا کرنے کے لئے عالمی تمدّن کے امتزاج کا ہونا بڑا ضروری ہے اور اس کی طرف جماعتوں کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے۔ ایسے صائب الرائے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کی مجالس قائم کرنی چاہئیں جن کے سپرد یہ کام ہو اور ان کی رپورٹیں مجلس عاملہ میں پیش ہوں اور جو کچھ بھی لائحہ عمل تجویز ہو وہ ملکی طور پر مجھے بھجوا دیا جائے تاکہ مَیں نظر ڈال لوں اور ان حقائق کی روشنی میں جو ہم نے جمع کئے ہوں گے مَیں ان کے لئے مزید راہنمائی کا موجب بن سکوں۔

ایک اَور فائدہ یہ ہوگا کہ چونکہ وہ رپورٹیں ساری دُنیا سے آرہی ہوں گی اِس لئے اسلامی تمدّن کی جو توحید قرآن وحدیث کی روشنی میں مَیں قائم کرنا چاہتا ہوں وہ زیادہ آسانی سے کرسکوں گا۔

دوسرا پہلو پاکستانی احمدیوں کی تربیت کا ہے، جو باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کو ابتدائی تعلیم کے لئے استعمال کرنا ہے۔

یہ بہت ہی اہم کام ہے جو خاص طور پر جرمنی میں میرے سامنے آیا۔ ایسا عنصر جو پاکستان میں جماعت کی نظر سے الگ رہا ہے اور جماعتی تربیت کے ہاتھ سے پیچھے ہٹتا رہا ہے اگرچہ اس نے اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کر دیا ہے تاہم وہ یہاں آکر بھی علمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے ان کو خصوصیّت کے ساتھ پیشِ نظر رکھنا ہے کیونکہ یہ احمدیت کی غیر معمولی خدمت دُنیا میں کر سکتے ہیں۔

اِس ضمن میں حضور نے پاکستان کے احمدیوں کی دینی خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا۔ اِسی طرح حضور نے اگلی نسل کی تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی اور اس ضمن میں قرآنی آیت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

کی روشنی میں فرمایا کہ اگلی نسل کی تربیت کے لئے موجودہ نسلوں کو سنبھالو۔ اے آج کے بسنے والے احمدی احباب! اگلی نسل کی تربیت کے تم ذمّہ دار ہو۔ یہ سوال تم سے ہے کہ کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو؟ اِس لئے نہایت ہی اہم بات ہے کہ موجودہ نسل کے احمدیوں میں جو دُنیا کے کسی خطّے میں بھی آباد ہوں تربیت کے مربوط نظام کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر وہ متوازن ہو جائیں تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی اور غیر معمولی تبدیلیاں ان کے اندر بھی پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔

اِس کے علاوہ حضور نے اِس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ ہر ملک کی ضرورت کے مطابق تربیتی لٹریچر بھی تیار ہونا ضروری ہے جس میں احمدیت کے بنیادی تقاضوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے اور آخر میں فرمایا کہ جرمنی کے چند روزہ کے قیام میں جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں منصوبے ڈالے ہیں وہ کافی وسیع ہیں ان میں سے ایک بات کا ذکر کیا ہے باقی بہت سی باتیں ہیں جو جماعتوں کو وقتاً فوقتاً بھجوائی جاتی رہیں گی۔

فرمایا: خدا کی توحید آسمانوں سے ہم نے زمین پر لانی ہے اور اس کو فرضی توحید نہیں رہنے دینا اسکو اپنے جسموں سے چمٹانا ہے، اپنے خون میں جاری کرنا ہے۔ ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھانی ہے جو موحّد جماعت ہو حقیقۃً عمل کی دُنیا میں موحّد ہو صرف نظریات کی دُنیا میں موحّد نہ ہو۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے ہالینڈ کے دَورہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہالینڈ میں جتنے بھی احمدی رہتے ہیں نہایت اعلیٰ معیار کے ہیں مخلص، سُلجھے ہوئے، متوازن ذہن والے اور سچے دل سے احمدیت کو قبول کرنے والے اور ہر قسم کی قربانیوں میں بھی شامل ہیں ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہوئے احمدیت میں سے حسد جیسی بُرائی کی بیخ کنی کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر نومبر ۱۹۸۶ء بمقام لنڈن)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور پُرنور نے سورۃ النساء کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ وَکَفٰی بِہٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ
اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَ
یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ۝

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ
النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ
صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ
نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا
لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

اِن آیات کی روشنی میں انسانی اخلاق پر بہت ہی مُضر اثرات رکھنے والی بیماری حسد کے متعلق تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا اور بتایا کہ حسد کی بیماری ایسی خطرناک بیماری ہے کہ یہ صرف اخلاق کو ہی گھُن کی طرح نہیں چاٹ جاتی بلکہ اس کے اثرات اخلاقی دُنیا کے علاوہ اقتصادی دُنیا پر بھی بہت دُور تک مار کرتے چلے جاتے ہیں اور مذہبی دُنیا پر بھی اس کے بڑے گہرے اثرات مترتّب ہوتے ہیں یہانتک کہ انبیاء کا انکار بھی بنیادی طور پر حسد کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا: حسد دُنیا کے ہر کونے میں اور ہر مذہب و ملّت میں پایا جاتا ہے اور یہ ہر برتری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے خواہ وہ اقتصادی برتری ہو یا دین میں برتری ہو۔ صرف اُن چیزوں پر ہی نہیں ہوتا جن کا دینا بندے کے اختیار میں ہے بلکہ اُن چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن کا دینا محض خدا کے اختیار میں ہے اور یہ سب سے زیادہ پائے جانے والی بدی ہے جس نے نہ خشکی کو چھوڑا ہے نہ تری کو۔

یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ جماعت کو بار بار یاد کرانے کی ضرورت ہے کیونکہ جس زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ نقصان انسان کو حسد نے پہنچایا ہے اور اس زمانہ کے جتنے فتنے ہیں وہ حسد پر مبنی ہیں۔

آیاتِ قرآنی کی روشنی میں حضور انور نے حاسدوں کی تین علامات بیان فرمائیں کہ وہ لغویات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور رسوم کے پجاری بن کر اُن کو ہی دین قرار دے دیتے ہیں۔ دوسرے وہ اعتدال پسندی سے نکل کر طاغوتیت اختیار کر لیتے ہیں اور وسطی حالت ان کی باقی نہیں رہتی۔ ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ اُن لوگوں کو جو خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدا کے کسی نمائندہ کو سچا سمجھتے ہوئے ایمان لے آتے ہیں، منکرینِ کتاب اور دہریوں سے بھی بدتر قرار دیتے ہیں جیساکہ احمدیوں کے خلاف ایسی آوازیں بارہا سُنائی دیتی ہیں کہ احمدی اتنے ظالم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا اور مُفتری قرار دینے والے احمدیوں سے بہتر ہیں۔

ناشر

پرنٹ

مطب

مق

کتا

فرمایا: جس قوم میں یہ تین صفات پائی جاتی ہوں اُن کے متعلق اللہ کا حکم ہے کہ یہ لازماً شکست کھانے والے ہیں، نامراد رہنے والے ہیں اور اپنے مقاصد میں یقیناً ناکام ہوں گے۔ ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی کہ اگر ان کو کچھ خدا کی طرف سے ملے تو لوگوں کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اگر حکومت پر قابض ہو جائیں تو جھٹ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے کسی کو حصّہ نہیں دینا۔

فرمایا: آپس میں ایک دوسرے میں جائیدادیں تقسیم کرنے میں تو بے شک حسد کریں لیکن کیا یہ جاہل یہ بے وقوف لوگ اس فضل پر بھی حسد کرنے لگ گئے ہیں جو خدا اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو سُن لیں کہ اس سے پہلے ہم آلِ ابراہیمؑ کو ملکِ عظیم دے چکے ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی آل سے تم کچھ بھی نہیں چھین سکے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے کیسے چھین لوگے۔ جب خدا عطا کرنا چاہے گا۔ جو سچے آلِ محمدؐ ہوں گے خدا انہیں پر نبوت کے فضل اور وہ سارے فضل نازل فرمائیگا جو اس سے پہلے ابراہیمؑ کی آل پر فرما چکا ہے۔ تم کوتاہ نفس ہو تم ابراہیمؑ کی آل سے تو کچھ چھین نہیں سکے جل کر خاک ہو گئے مگر کچھ بگاڑ نہیں سکے اب یہ دعوےٰ لے کر اُٹھے ہو کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے خدا کے فضلوں کو چھین لوگے۔

فرمایا: یہ حسد کی انتہائی مار ہے۔ یہ دُنیا کے معمولی معمولی مراتب سے شروع ہوتا ہے۔ اموال کی تقسیم سے شروع ہوتا ہے۔ دُنیا کی ادنیٰ ادنیٰ فضیلتوں کے نتیجہ میں یہ دلوں میں جنم لیتا اور رگیں گھونٹنے لگتا ہے یہ ایسی بیماری ہے کہ بڑھتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ بالآخر لوگوں کے دین پر حملہ آور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھی لوگ حسد کرنے لگ جاتے ہیں۔ ارتداد کی جو تحریک ہے کہ زبردستی تلوار کے زور سے مرتد بنایا جائے یہ بھی حسد کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمہیں بڑھتے اور پھیلتے اور پھُولتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ تم پھیل رہے ہو اور رسوخ بڑھا رہے ہو اور طاقتور ہوتے جا رہے ہو تو حسد کے نتیجہ میں ارتداد کی تحریک جنم لیتی ہے۔

فرمایا: جس طرح اِن امور کا اطلاق اوّلین کے دَور پر ہوُا اسی طرح آخرین کے دَور پر ہو رہا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اِس زمانہ کے حالات کو سامنے رکھ کر بیان کیا جا رہا ہے۔ آج کھُلم کھُلا یہ مطالبے ہو رہے ہیں کہ تم پھیلنا بند کر دو تو ہم تمہیں زبردستی واپس لانا بند کر دیں گے لیکن اگر پھیلو گے تو تمہیں سزا دیں گے اور زبردستی اپنی طرف چھین کر لے آئیں گے۔ مومنوں کو اِس کے بالمقابل یہ ہدایت ہے کہ اِن سے اِعراض کرو اور درگذر کرو اور کوئی انتقامی کارروائی نہ کرو یہاں تک کہ خدا اپنا فیصلہ ظاہر فرما دے۔

آخر میں حضور نے جماعت احمدیہ کے افراد کو حسد سے بچنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اندر تلاش کرتے رہیں کہ کہیں ان کے اندر مخفی طور پر حسد داخل تو نہیں ہو گیا۔ بعض اوقات یہ نصیحت کے نام پر داخل ہوتا ہے اور حسد کرنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ نصیحت کے نام پر آگ اُگلنے لگ جاتا ہے۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ چونکہ ناصح جماعت ہے اِس جماعت کو یہ مضمون خوب سمجھنا چاہیئے۔ اگر جماعت کی نصیحت میں حسد شامل ہو گیا تو جماعت کا اندرونی نظام بھی تباہ ہو جائے گا اور بیرونی تبلیغی نظام بھی تباہ ہو جائے گا اور جماعت اُسی رستے پر چل پڑے گی جس رستے پر چلنے والوں کے ہاتھوں دُکھ اُٹھا رہی ہے۔ جس رستے پر چلنے والوں کے غضب کا نشانہ بنی ہوئی ہے نصیحت اور حسد کے درمیان حضور نے تفصیلی فرق بیان فرمایا اور آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے احمدیت میں سے حسد جیسی بُرائی کی بیخ کنی کریں۔ اس کو پنپنے نہ دیں۔ جہاں اِس کیڑے کو سر اُٹھاتا دیکھیں وہاں اس کو دبانے کی کوشش کریں دشمنی کے ذریعہ نہیں بلکہ نصیحت کے ذریعہ۔ یہ نفس کا کیڑا محبت سے مارا جائے گا۔ آپ کے دل سے جو سچا پیار اُٹھے گا اُس شخص کے لئے جس کے دل میں یہ کیڑا پنپ رہا ہے شفاء کا موجب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتے ہیں۔

شیروں کی طرح یہ عزم لیکر اُٹھیں

کہ اِس مُلک کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فتح کرنا ہے

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یورپ کے موقع پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی اور اختتامی اجلاسات میں بصیرت افروز خطابات سے نوازا ان کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے :-

خلاصہ افتتاحی خطاب

تشہد، تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کو یورپین اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جب بھی جرمنی آنے کا موقع ملا پہلے سے ہر دفعہ حاضری میں اضافہ دیکھا حاضری میں کمی ہوتی کبھی نہیں دیکھی۔

فرمایا: برکت کے ساتھ ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ اَمن ہے اور جب تک یہ انسان کی اپنی ذات سے شروع نہ ہو بیرونی دُنیا میں اِس کے قیام کا دعوٰی غلط ہے۔ انسان کی ذات سے یہ کیسے شروع ہو؟ کیسے نصیب ہو؟ اِس کا آسان ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے۔ اس میں ہی طمانیتِ قلب ہے ورنہ کئی ظاہری امن ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ دُنیا کی لذتوں میں ڈوب کر بھی ایک امن نصیب ہو جاتا ہے لیکن اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ طمانیت تو کہتے ہی اُسے ہیں کہ جو دِل میں گھر کرلے اور مستقل سکینت عطا کرے اور اِسی کا ذکر قرآن کریم نے اَلَا بِذِکرِاللّٰہِ تطمئنّ القلوب میں فرمایا ہے۔ جس کے ساتھ اللہ رہے اُس کا ماحول پُرسکون ہو جاتا ہے۔ یہ تعلق ایسا ہے کہ چھپا نہیں رہ سکتا بلکہ ظاہری دُنیا کی طرح محبّتِ الٰہی کا بیج بھی بڑھ کر انسانی دل کو مرغزار بنا دیتا

ہے۔ اگر دلوں کو یہ سکون نصیب ہو جائے تو حقیقی امن ہمیں نصیب ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(افتتاحی خطاب کے موقع پر خدام اور دیگر حاضرین کی تعداد انیس سو تھی۔ بعد نماز مغرب وعشاء پنڈال میں مجلس عرفان منعقد ہوئی جو ساڑھے سات بجے شام سے لے کر دس بجے تک جاری رہی۔)

خلاصہ اختتامی خطاب

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اُس نے خدام الاحمدیہ کے تیسرے اجتماع کو غیر معمولی رونق عطا فرمائی اور منتظمین کی جتنی توقعات تھیں ان سے بہت بڑھ کر اجتماع کی حاضری بڑھا دی۔ گذشتہ سال کی حاضری آٹھ سو تھی اور امسال اٹھارہ سو سے بھی زائد ہے۔ یہ غیر معمولی اضافہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اس کی کثیر تعداد جرمنی کے خدام کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں دو ہزار کے قریب خدام ضرور ہوں گے۔ اتنی بڑی تعداد کسی ملک کو عطا ہو جائے تو اس ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔

فرمایا: شیروں کی طرح یہ عزم لے کر اُٹھیں کہ اِس ملک کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فتح کرنا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں فتح سے مراد دِلوں اور رُوحوں پر قبضہ ہے اور دِلوں اور رُوحوں پر قبضہ سے پہلے خود مفتوح ہونا پڑتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؏

عشق اوّل در دِلِ معشوق پیدا می شود

پس حقیقت میں ہماری فتح سے مراد دُنیاوی فتح نہیں بلکہ وہ رُوحانی فتح ہے جس کے نتیجہ میں جن پر ہم غالب آتے ہیں وہ فاتح ہوتے ہیں۔

فرمایا: جرمنی میں حاضری کے لحاظ سے یہاں ترقی کے نمایاں امکانات ہیں۔ نوجوانوں میں کام کی ہمت ہوتی ہے اور خدمت کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مٹا دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ ان میں مالی اور جانی قربانی کی زیادہ ہمت ہوتی ہے۔ اِس لحاظ سے جرمنی کو ایک فوقیت ہے کہ یہاں احمدیوں کی تعداد زیادہ نوجوانوں کی ہے۔ دوسرا پہلو۔ جرمن قومیّت زیادہ سعادت مند اور سلیم فطرت ہے۔ یہ لوگ سنجیدہ مزاج رکھتے ہیں اور غیر قوموں کو قبول کرنے کے لئے وسعتِ قلب بھی ہے۔ اِن کو تنگ دِل کہنا امرِ واقعہ کے خلاف ہے۔

فرمایا: جرمن قوم میں دینِ حق قبول کرنے کی صلاحیّتیں دیگر یورپئن قوموں سے بہت زیادہ ہیں۔ حقیقت حال کو قبول کرنے میں زیادہ مخلص ہیں اور قریب نظر سے دیکھیں تو نہایت اعلیٰ قدروں سے

مزّین پائے جاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ حضرت مصلح موعود نے بھی یورپ میں ابتدائً جرمن قوم کو دعوتِ اِلی اللہ کے لئے منتخب فرمایا۔

فرمایا: اِس لحاظ سے ہماری ذمّہ داری بڑھ جاتی ہے اس کو ادا کرنے کے لئے دو پہلو ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ اوّل جب تک ہر احمدی داعی اِلی اللہ نہیں بن جاتا اُس وقت تک جرمنی کو احمدی بنا لینا موہوم خیال ہے۔

دوم اگر تم اپنے اِس دعوٰی میں کہ ساری دُنیا کو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں لے آؤ گے، سچے ہو تو غور کرو کہ تم اس کے لئے کیا تبدیلی اپنے وجودوں میں پاتے ہو تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راہ میں ہماری کوشش بہت کمزور ہے۔ پس اپنے مقصود کو متعین کریں اور اپنے مقاصد کو بلند کریں۔ اپنی اصلاح کریں نوجوانی کی عمر میں اپنی اصلاح کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر آپ سنجیدگی سے دعوتِ اِلی اللہ کے کام میں شامل ہوں گے تو اگلے سال اٹھارہ سَو کی بجائے دوگنا خدام ہونے چاہئیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پھل دینے میں کم حوصلہ نہیں ہے۔ پس ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ آج فیصلہ کر کے اُٹھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کا سپاہی بن جائے گا اور اس کے لئے اوّل ارادہ باندھنا بہت ضروری ہے دوسرے اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ توفیق طلب کرنا اور مدد مانگنا بہت اہم امر ہے یہ دو قدم اُٹھالے۔ پھر اس کے بعد زبان کی دِقّت ہے۔ اگر آپ دعا میں سنجیدہ ہیں تو زبان بھی آپ کیلئے آسان ہو جائے گی۔ پس زبان سیکھیں اور ارادہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو سیکھنا ہے۔ پس اس سے دُنیا میں بھی عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے۔ پس زبان سیکھیں اور سیکھنے والوں سے استہزاء کی عادت کو ختم کر دیں۔ صحیح تلفّظ سے سیکھنے کی کوشش کریں زبان کا اصل انداز ضروری ہے پھر یہ قوم آپ کو اپنے اندر داخل کرلے گی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیّت دیں اور سنجیدگی سے زبان سیکھیں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ احساسِ ذمّہ داری سے اِس قوم کے حقوق ادا کریں اگر آپ ایسا کرنے لگیں گے تو پھر ہر دفعہ آپ کی تعداد میں اضافہ ہوگا اِتنا اضافہ ہوگا کہ جماعت کی کثیر تعداد جرمن ہوگی۔

فرمایا: یہ ایک انتہائی ضروری امر ہے مَیں آپ کو بار بار اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یورپ کو اگر آپ نے ہلاکت سے بچانا ہے تو جرمن قوم کو ہلاکت سے بچائے بغیر یورپ نہیں بچ سکتا۔ اِس قوم کو اوّلیّت حاصل ہے پہلے اِن کی طرف توجہ دیں ان کو سنبھال لیں پھر سارا کام یہ خود کریں گے۔ احمدیت کی خاطر یہ صفِ اوّل کے خادمِ دین بن جائیں گے اور مَیں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ کی تقدیر بھی بدل

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے، ایم لٹ (آکسن)

(۱)

میرے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اُمّی و ابی کا وجود بھی کیا وجود ہے کہ اتنا عرصہ ہوگیا آپؐ کی وفات کو۔ چودہ سو برس بیت گئے لیکن عاشق ہیں کہ کسی پل یادِ مصطفےٰؐ انہیں چین ہی نہیں لینے دیتی اور دردِ فراق ہے کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ بڑے بڑے حادثوں پر صبر آ جاتا ہے لیکن ایک آپؐ کی وفات کا سانحہ ہے کہ اُس پر آج تک صبر نہیں آیا۔ آج یہ حال ہے تو اُن بے چاروں پر کیا بیتی ہوگی جنہوں نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پا کر کھو دیا تھا۔ وہ تو۔ اگر انہوں نے اپنے آقاؐ سے توحید کا سبق نہ سیکھا ہوتا اور اگر خدا کا ہاتھ اُن کو سہارا نہ دیتا شاید پاگل ہو کر صحراؤں میں نکل جاتے یا دیوانے ہو کر جنگلوں کی راہ لیتے مدینہ میں ایسا حشر بپا ہوتا کہ عالمِ محشر کا نظارہ دکھاتا۔ اُن کے غم کی کیا کیفیت تھی کچھ نہ پوچھو بس ہر دل کی یہی آواز تھی ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا [۱]

تمہیں میرے غم کی کیا خبر خدا کی قسم محمد مصطفےٰؐ کی وفات سے تو مجھ پر غم و آلام کے ایسے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر روشن دنوں پر وہ مصیبتیں پڑتیں تو وہ تاریک و تار راتوں میں بدل جاتے۔

آپؐ کی وفات کا المیہ اِس دُنیا کا سب سے بڑا المیہ ہے اور وہ دن تاریخ انسانی میں سب سے

---

[۱] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شعر ہے۔

بھاری دن ہے جس دن آپؐ اِس جہان سے رخصت ہوئے۔ صرف قریبًا تیرہ[1] دن بیمار رہنے کے بعد۔ یہ سب کچھ کس قدر اچانک ہوگیا۔ ابھی تھوڑے عرصہ کی ہی بات تو تھی کہ دُنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ آپؐ وضو کر رہے ہیں اور عاشقوں کا یہ حال ہے کہ جسمِ مبارک سے جو پانی کا قطرہ چھُو پایا وہ عاشقوں نے اپنے ہاتھ سے اُچک لیا اور وہ زمین تک نہ پہنچ سکا اور آج وہی لوگ انہی ہاتھوں سے حضورؐ کے جسمِ اطہر کو سپردِ خاک کر رہے تھے اُس وقت ان کے دل پر کیا گذری ہوگی اُس وقت اُس خاک پہ ان کو کتنا رشک آیا ہوگا۔

۲

اٹھارہ صفر گیارہ ہجری کی رات ہے[1]۔ مدینہ سوتا ہے۔ اُسے خبر نہیں کہ آج اس کی تقدیر میں کیا لکھا جا چکا ہے۔ حضورؐ ابو موہیبہ کو پیغام بھیجتے ہیں کہ جنّت البقیع جا کر دعا کرنے کا حکم ملا ہے میرے ساتھ چلو[2] اور راستہ میں اُن سے فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے دُنیا میں رہنے یا اُس کے پاس جانے کا اختیار دیا اور مَیں نے اُس کے پاس جانا پسند کیا۔ واپس تشریف لاتے ہیں تو سر میں درد محسوس کر رہے ہیں گھر پہنچنے تک درد بہت بڑھ جاتا ہے۔ یہ تھا بیماری کا آغاز۔

حضورؐ کی بیماری نے آہستہ آہستہ زور پکڑا۔ پانچویں دن حضورؐ ازواجِ مطہرات کی رضامندی سے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں مستقلاً قیام پذیر ہوگئے۔ بیماری کی حالت میں چند دن مسجد میں نمازوں کیلئے جاتے رہے۔ آخری[3] نماز جس میں آپؐ نے مسجد میں امامت کروائی وہ مغرب کی نماز تھی جس میں آپؐ نے سورہ مرسلات (المرسلات عرفًا) پڑھی۔ نماز سے واپسی پر آپؐ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور بار بار غشی کے دَورے پڑنے لگے۔ اُس دن عشاء کی نماز پر آپؐ نہیں جا سکے اور حضرت ابو بکرؓ کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں[3]۔ وفات سے پانچ دن پہلے جمعرات کے دن آپؐ کی طبیعت کچھ سنبھلی تو آپؐ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپؐ پر ڈالی جائیں غسل فرما چکے تو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے آہٹ پا کر حضرت ابو بکرؓ پیچھے ہٹے آپؐ نے اشارہ سے منع فرما دیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر آپؐ نے نماز پڑھی اور یہ نماز ہوئی اِس طرح کہ حضرت

۱؎ مضمون کے آخر میں نوٹ ملاحظہ کریں۔　۲؎ سیرۃ ابنِ ہشام　۳؎ بخاری حدیث ۱۴۲۷ شرح کرمانی

۳؎ اُمّ الفضل بنت حارث کی روایت۔ آخری سے مراد ہے کہ تسلسل میں جو آخری نماز پڑھائی اور جس کے بعد پھر وقفہ پڑا ہے اور آپؐ نے امامت نہیں کرائی۔

ابوبکرؓ آنحضرتؐ کو دیکھ کر آپؐ کے پیچھے رکوع، سجود اور قیام کرتے تھے اور باقی صحابہؓ حضرت ابوبکرؓ کی حرکات کی پیروی کرتے تھے۔ نماز کے بعد آپؐ نے خطبہ دیا جو آپؐ کی زندگی کا سب سے آخری خطبہ تھا صحیح بخاری میں ہے کہ آپؐ نے اس خطبہ میں فرمایا:-

• عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ اِنْ یَکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الْعَبْدَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَبْکِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِنْ اُمَّتِیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخوخۃ والممر فی المسجد)

"حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ حضورؐ نے (اس نماز کے بعد) خطبہ دیا اور فرمایا خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ اِس دُنیا کی نعمتوں کو قبول کرلے اور چاہے تو خدا اور اس کی جنتوں کو۔ لیکن اُس بندے نے خدا ہی کو قبول کیا۔" یہ سُنکر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ پھر آپؐ نے فرمایا" سب سے زیادہ میں جس کی دولت اور صحبت کا ممنون ہوں وہ ابوبکرؓ ہیں اگر میں اِس دُنیا میں اپنی اُمّت میں سے اپنا دوست بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ اخوّت بھی کافی ہے مسجد کے رُخ کوئی دریچہ ابوبکرؓ کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ دیکھو تم سے پہلی قوموں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا دیکھو تم ایسا نہ کرنا۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔

بیماری کے آخری ایّام میں حضرت فاطمہؓ کو اپنے پاس بُلایا اور ان کے کان میں کہا کہ اس بیماری میں میری وفات ہوجائے گی اس پہ وہ رو پڑیں۔ انہیں روتا دیکھا تو پھر انہیں بُلا کر ان کے کان میں کہا کہ روتی کیوں ہو میرے خاندان میں تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔ حضورؐ کی یہ بات سُنکر آپ ہنس دیں۔[۵]

وفات سے ایک دن پہلے اتوار کے دن لوگوں نے آپؐ کو دوا پلانی چاہی لیکن آپؐ نے پینے سے

---

[۵] بخاری باب مرض النّبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۱۳۱۴ شرح کرمانی۔

انکار کیا۔ اسی حالت میں غشی طاری ہوگئی۔ لوگوں نے اس بیہوشی میں آپؐ کو دوا پلا دی جب ہوش آیا تو احساس ہؤا کہ دوا پلا دی گئی ہے۔ فرمایا کہ اچھا اب تم سب وہی دوائی پیو۔[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں[2] کہ حضورؐ مرض الموت میں بڑی ہی تکلیف میں سے گذرے تھے اور فرماتے تھے کہ عائشہ خیبر میں یہودیوں نے جو زہر مجھے کھانے میں دیا تھا اس کی تکلیف میں اب محسوس کرتا ہوں اور مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ زہر میری شاہ رگ کاٹ رہی ہے۔[2] آپ فرماتی ہیں کہ مَیں نے حضورؐ کو دیکھا تھا کہ حضورؐ بیماری میں تینوں قُل پڑھ کر اپنے پر دَم کیا کرتے تھے اور پھر اپنے ہاتھوں سے اپنے جسم کا مسح فرماتے تھے۔ اس بیماری میں چونکہ حضورؐ بہت کمزور ہوگئے تھے بہت شدید درد ہوتا تھا غشی پڑتی تھی اس لئے مَیں خود ہی تینوں قُل پڑھ کر حضورؐ پر دم کرتی تھی اور پھر حضورؐ کے ہاتھ پکڑ کر انہیں حضورؐ کے جسم پر پھیرتی تھی۔[3]

۳

حضورؐ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ پیر کے دن سہ پہر کے وقت ہوئی۔ یہ دن اہل بیت پر اور صحابہؓ پر بہت بھاری تھا۔ احادیث میں اس دن کا حال یوں بیان کیا گیا ہے:-

• "عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ بَیْنَاهُمْ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَ اَبُوْبَكْرٍ یُصَلِّیْ لَهُمْ لَمْ یَفْجَاْهُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ وَهُوَ فِیْ صُفُوْفِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَكُ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَیْهِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ اَنْ یَخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یَفْتَتِنُوْا فِیْ صَلٰوتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ بِیَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ

---

[1] ابن سعد طبقات و بخاری باب وفات النّبی۔

[2] بخاری باب مرض النّبی ووفاتہ روایت حضرت عُروہ۔

[3] ایضاً روایت حضرت عروہ حدیث نمبر ۱۳۴۴ شرح کرمانی۔

اَلْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ۔" (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ حدیث نمبر ۴۱۴۲)

ابن شہاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ پیر کے دن جس دن حضورؐ کی وفات ہوئی ہم حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس وقت حضورؐ بہت زیادہ بیمار ہو چکے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ حضورؐ اس قدر بیمار ہیں کہ اب ہمیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف نہیں لائیں گے کہ اچانک حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ اُٹھایا اور اپنے صحابہؓ پر بڑی پیار بھری نگاہ ڈالی۔ پھر آپؐ اپنے صحابہؓ کو نماز میں مشغول پاکر خوشی سے مسکرا دیئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی نظر حضورؐ پر پڑی خیال آیا کہ شاید حضورؐ نماز کے لئے باہر تشریف لائیں گے۔ پچھلے قدموں پچھلی صف کی طرف ہٹے تاکہ حضورؐ کے لئے امام کی جگہ خالی کر دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کی نظر بھی حضورؐ پر پڑی اُس وقت حضورؐ کو دیکھ کر جو خوشی سے ہمارا حال ہوا اس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں لگا کہ ہم حضورؐ سے ملنے کی خوشی میں اپنی نماز خراب کر دیں گے۔ ہم نماز ہی میں حضورؐ سے ملنے کی خوشی میں پاگل ہوئے جاتے تھے لیکن حضورؐ تو اُس وقت بہت بیمار تھے۔ کہاں ہماری قسمت تھی کہ پھر حضورؐ ہمارے پاس آتے اور ہمیں نماز پڑھاتے حضورؐ نے تو بس ہمیں دیکھا مسکرائے۔ اس قدر ضعف تھا کہ کچھ بولے نہیں صرف اشارہ کیا کہ تم لوگ نماز پڑھتے رہو پھر حجرہ میں چلے گئے اور پردہ کھینچ لیا۔ یہ آخری دیدار تھا جو ہم نے حضورؐ کا ان کی زندگی میں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مختلف احادیث میں کیا جن میں سے بخاری کی ایک حدیث ذیل میں لایا ہوں لیکن ترجمہ کرتے وقت بخاری کی دوسری احادیث کو سامنے رکھا ہے:-

"اِنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَأْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَأْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ ..... فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۶۵ ہش

دسمبر ۱۹۸۶ء

٭

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

٭

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت:- حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۱۲

٭

شرح چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر 〃
جزائر فجی	〃 بحری 〃	آٹھ 〃 〃
دیگر ممالک	〃 ہوائی 〃	چھ پونڈ 〃
	〃 بحری 〃	تین 〃 〃

قیمت فی پرچہ:- دو روپے

يَدْخُلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ"

(بخاری باب مرض النبیؐ ووفاتہ حدیث نمبر ۴۴۳۱ شرح کرمانی)

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ خدا نے جو احسانات مجھ پر کئے ان میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ تھا کہ اُس نے حضورؐ کو میرے گھر میں وفات دی اور آخری وقت میں بھی مجھے حضورؐ کا انتہائی قُرب حاصل رہا۔ اور یہ بھی خدا کا عجیب احسان ہے کہ اگرچہ حضورؐ اپنی آخری بیماری میں اپنی دوسری بیویوں کی رضامندی سے میرے حجرہ میں تشریف لے آئے تھے اور وہیں حضورؐ نے اپنے آخری ایام کاٹے لیکن جس دن حضورؐ کی وفات ہوئی وہ دن میری مقررہ باری ہی کا دن تھا اور جس لمحہ حضورؐ کی وفات ہوئی اُس لمحہ حضورؐ نے میرا سہارا لیا ہوًا تھا اور حضورؐ کا سر میرے سینہ پر تھا اور آخری وقت میرا تھوک، حضورؐ کے تھوک کے ساتھ مل گیا تھا کیونکہ وفات سے کچھ دیر پہلے میرا بھائی عبدالرحمٰن میرے حجرہ میں داخل ہوًا اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ مَیں نے اپنے سینہ کے ساتھ حضورؐ کو سہارا دیا ہوًا تھا میری نظر حضورؐ پر پڑی۔ مَیں نے دیکھا کہ حضورؐ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ حضورؐ کو مسواک کرنا بہت پسند تھا اور صحت کے زمانہ میں اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور بیماری میں ایسا نہ کر سکتے تھے شاید اس وقت مسواک کرنا چاہتے ہیں اِس لئے مَیں نے حضورؐ سے پوچھا:

"عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر آپؐ کو دوں"

میرے سوال پر آپؐ نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ اس پر مَیں نے عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر حضورؐ کو دی حضورؐ نے مسواک مُنہ میں رکھی لیکن ضعف بہت تھا دانتوں سے چبانے کی طاقت نہیں تھی مَیں نے پوچھا "مَیں مسواک آپؐ کے لئے اپنے دانتوں سے چبا کر نرم کر دوں" آپؐ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر مَیں نے حضورؐ سے مسواک پکڑی اور اُس کو اپنے دانتوں میں خوب چبا کر آپؐ کے لئے بالکل نرم و ملائم کر دیا حضورؐ نے اس مسواک کو اپنے دانتوں پر اچھی طرح پھیرا۔ اُس وقت آپؐ کے سامنے ایک برتن پڑا تھا جس میں پانی تھا۔ مسواک سے فارغ ہونے کے بعد حضورؐ کچھ دیر کے لئے اس برتن میں اپنے دونوں ہاتھ ڈبو ڈبو کر اپنے چہرہ پر بار بار ملتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی کے حضور جانا ہے لیکن موت سے پہلے بیہوشیاں آتی ہیں اور خدا کی طرف سے توجہ ہٹا لیتی ہیں۔

پھر آپؐ نے پانی کے برتن سے ہاتھ ہٹا لئے اور میرے سینہ کا سہارا لئے یہ کہتے رہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ [1]

اے اللہ تُو مجھے بخش دے۔ میرے پر رحم فرما۔ تُو میرا رفیق ہے اب مجھے اپنے ساتھ ملا لے۔

پھر مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ حضورؐ کی آواز بھرّا گئی ہے اور حضورؐ یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ ۔[2]

پھر حضورؐ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ کچھ وقفہ کے بعد چند لمحہ کے لئے ہوش آیا۔ نگاہیں چھت پر گاڑ دیں اپنی اُنگلی سے چھت کی طرف اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی [3]

پھر آنکھیں پتھرا گئیں۔ ہاتھ ڈھلک گیا۔ حضورؐ ہمیں چھوڑ کر جا چکے تھے رفیقِ اعلیٰ کے پاس۔

(۴)

• "عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ وَاکَرْبَ اَبَاہُ فَقَالَ لَھَا لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَ یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ یَا اَبَتَاہُ مِنْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاہُ یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ یَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ"

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم ووفاتہ حدیث نمبر ۱۵۲ھ۱۴ شرح کرمانی)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضورؐ کی وفات ہوئی آپؐ بہت تکلیف میں تھے۔ حضرت فاطمہؓ سے حضورؐ کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی تھی آخر بیتاب ہو کر بولیں "ہائے دیکھو میرے ابّا کو کتنی تکلیف ہے"۔ حضورؐ نے سُنا تو فرمایا "فاطمہ آج کے بعد تمہارے ابّا کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی"۔

پھر آپؐ فوت ہو گئے آپؐ کی وفات پر فاطمہؓ پکاریں "ہائے میرے ابّا آپؐ نے اپنے ربّ کی آواز

---

[1] ایضاً حدیث نمبر ۱۳۷ھ۱۴ شرح کرمانی۔

[2] ایضاً حدیث نمبر ۱۳۲ھ۱۴ شرح کرمانی۔

[3] ایضاً حدیث نمبر ۱۳۵ھ۱۴ شرح کرمانی۔

پر لبیک کہا اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے" "میرے ابا خدا آپ کو جنّتِ فردوس میں جگہ دے"
"ابا ہم اپنا غم کس کو سنائیں۔ ہمارے غم کو کون سمجھ سکتا ہے۔ ہم تو اپنے غم کا حال جبریل کو ہی سنائیں گے"
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب ہم حضورؐ کی تدفین سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے مجھے کہا کہ
" انس آج تمہارے دل نہیں پھٹ گئے۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ پر مٹی ڈالی تم نے یہ گوارا کیسے کر لیا۔ مجھے بتاؤ تو سہی تمہیں ان پر مٹی ڈالتے ہوئے کچھ نہیں ہوا"

۵

• "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِىْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْدِىَ وَاِنَّا لَفِىْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا۔"

(شمائل ترمذی باب وفات النّبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں مدینہ پر ایک وہ دن بھی آیا جس دن حضورؐ وہاں جلوہ گر ہوئے۔ ساری تاریکیاں چھٹ گئیں۔ سارا جہان حضورؐ کے وجود سے روشن ہو گیا۔ ہماری کائنات ہی بدل گئی۔ ہماری راتیں بھی دن بن گئیں۔ پھر مدینہ نے وہ دن بھی دیکھا جب حضورؐ ہم سے رخصت ہو گئے۔ پھر مدینہ کی تاریکیاں عود کر آئیں۔ پھر ہر چیز اندھیری ہو گئی۔

ہمیں وہ لمحہ بھی دیکھنا پڑا جس لمحہ ہم نے حضورؐ کو دفن کر کے حضورؐ کی قبر کی مٹی کو اپنے ہاتھوں سے جھاڑا۔ اُس لمحہ ہمارے دل بجھ گئے۔ اُس لمحہ ہماری زندگی کی اُمنگ ہم سے جاتی رہی۔

كُلُّ مَنْ عليها فانٍ ويبقٰى وجهُ ربّك ذوالجلال والاكرام۔ اللّٰھمّ صلّ و بارك على محمّد وعلى اٰل محمّد۔

نوٹ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی تاریخ کے بارہ میں اور آپؐ کی بیماری کی مدّت کے بارہ میں اختلاف ہے تاہم چار باتیں ایسی ہیں جن پر تمام محدّثین اور اربابِ سِیَر کا اتفاق ہے۔

۱۔ آپؐ کا سالِ وفات ۱۱ ہجری ہے۔

۲۔ وفات کا مہینہ ربیع الاوّل ہے۔

۳۔ پیر کے دن آپؐ کی وفات ہوئی۔

۴۔ یکم سے بارہ تک کی کوئی تاریخ آپؐ کی وفات کا دن تھا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپؐ کی تاریخ وفات بارہ ربیع الاوّل تھی لیکن حسابی نقطۂ نظر سے یہ تاریخ صحیح نہیں بیٹھتی کیونکہ جیسا کہ یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ کی وفات پیر کے دن ربیع الاوّل میں ہوئی اور اس سے پہلے حجۃ الوداع کی تاریخ ذوالحجہ ۱۰ ہجری جمعہ کے دن ۹ تاریخ کو آتی ہے اور ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری تک خواہ ذوالحجہ، محرّم، صفر ان تین مہینوں کے ۲۹-۲۹ تا ۳۰-۳۰ دن لئے جائیں یا ان میں سے بعض کے ۲۹ اور بعض کے ۳۰ لئے جائیں بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں بنتا حساب کی رُو سے یہ یکم ربیع الاوّل بنتا ہے۔ اور جیسا کہ اکثر روایات سے ثابت ہے آپؐ کی بیماری کے ایام ۱۳ دن تھے اِس لئے بیماری کا آغاز ۱۹ صفر ۱۱ ہجری میں ہُوا۔ بہرحال یہ ایک تحقیقی موضوع ہے جو ایک تفصیلی مضمون چاہتا ہے اور یہ موقع اس مضمون کا نہیں۔

بقیہ خلاصہ خطاب حضرت امام جماعتِ احمدیہ برموقع اجتماع خدام الاحمدیہ یورپ

(صفحہ ۲۱ سے آگے)

جائے گی اور اگر یورپ احمدی ہو جائے تو ساری دُنیا کے لئے احمدی ہوئے بغیر چارہ نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مغرب سے دینِ حق کا سورج طلوع ہوگا اور ضرور مغرب سے دینِ حق کا سورج طلوع ہوگا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی حرف بحرف سچی نکلے گی۔

پس اے مغرب سے دینِ حق کا سورج طلوع ہونے کی تمنا رکھنے والو! تمہاری محنتوں سے، تمہاری کوششوں سے، تمہاری توجہ سے اور تمہاری قربانیوں سے یہ مغرب میں ڈوبتا ہُوا سورج دوبارہ اُبھر آئے گا اور سارے عالم کو روشن کر دے گا۔ پس یہی پیغام تھا جو مَیں نے آپ کو دینا تھا۔ مَیں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سنجیدگی سے اِن باتوں کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم و معرفت کے روحانی خزائن

اَب مَیں دیتا ہُوں اگر کوئی مِلے امیدوار

(قیادتِ تعلیم مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی رُوحانی خزائن پر مشتمل قرآن کریم کی بہترین تفسیر کی حامل اسّی سے زائد کتب ہیں جن کے بارہ میں حضور اقدس خود فرماتے ہیں ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہُوں اگر کوئی ملے امیدوار

نیز حضور اقدس کا درج ذیل ارشادِ مبارک ملحوظ رکھنا چاہیئے :-

"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"

مجلسِ انصار اللہ کے ہر رُکن، ہر ناصر کو حضور اقدس کے اِن ارشادات کی روشنی میں اپنا اور اپنے زیرِ کفالت افرادِ خانہ کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ آیا اِس پہلو سے ہماری زندگی میں کبر کا کوئی شائبہ تو نہیں پایا جاتا۔

۱۹۰۴ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے وحیٔ الٰہی کی بناء پر جو پیشگوئی فرمائی اُس کا ایک ایک لفظ ہر ناصر کو یاد رکھ کر اپنی زندگی علم و معرفت کے حصول کے لئے گزارنی ہوگی:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اِس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھُولے گا یہانتک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۶۰۴)

ناظمینِ ضلع، زعماء اعلیٰ اور زعماء کرام اور سب عہدیدارانِ مجلس انصار اللہ کو مل کر فوری طور پر یہ ابتدائی جائزہ لینا ہے کہ علم و معرفت کے حصول کے اس عظیم الشان مقصد کی خاطر ہماری انفرادی اور اجتماعی کوششیں کیا ہیں؟ اور کیا وہ کافی اور اطمینان بخش ہیں؟ کتب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو پڑھنے پڑھانے اور سُننے سنانے میں کمی کو (جہاں جہاں وہ نظر آئے) ایک باقاعدہ مہم کے ذریعہ دُور کرنا ہے اور ہر احمدی گھرانہ میں مطالعہ کتب حضرت اقدس کی مہم جاری کرنی ہے۔ اور روحانی خزائن کے ذریعہ علم و معرفت کے حصول کی اِس مہم میں سب سے پہلے عہدیداران مجلس انصار اللہ کو کچھ بنیادی امور سرانجام دینے ہوں گے۔

پہلا قدم: ہر احمدی گھرانہ میں موجود کتب حضرت اقدس کی فہرست تیار کرائی جائے۔ ہر ناصر کو معین طور پر معلوم ہونا چاہیئے کہ اُن کے پاس رُوحانی خزائن کی کتنی اور کون کون سی کتب موجود ہیں اور یہ کتب کتنے عرصہ تک زیرِ مطالعہ رہ سکتی ہیں؟

دوسرا قدم: علم و معرفت کے حصول کی مہم کا دوسرا قدم ہر ناصر کو یہ اُٹھانا ہے کہ ان کے گھر کے تمام افراد اِن کتب کا مطالعہ کریں۔ احمدی گھروں میں یہ کتب کثرت سے اور باقاعدگی سے پڑھی جانی چاہئیں۔

اِس سلسلہ میں سربراہِ کنبہ سب افرادِ کنبہ کی سہولت کو پیشِ نظر رکھ کر دن میں ایک وقت مقرر کر لیں اور اُس وقت اپنے گھر میں اِن کتب کا باری باری درس دیا جائے اور گھر میں موجود ہر کتاب کا ایک ایک درسی دَور ختم کیا جائے۔

تیسرا قدم: اِس عظیم مہم کے مقاصد کو مزید آگے بڑھانے اور پھیلانے کا تیسرا قدم اجتماعی تعلیمی پروگرام ہے۔ مہم کے اِس حصہ میں مرکزی قیادتِ تعلیم کے مرتب کردہ تعلیمی پروگرام کو ہر مجلس میں عملاً نافذ کرنا ہے۔

اجتماعی پروگرام میں انصار کے مطالعہ کے لئے ہر ماہ حضرت اقدس کی ایک کتاب مقرر کی گئی ہے۔ ماہوار مطالعہ والی کتب میں سے ہر تین ماہ بعد ایک مقررہ کتاب کا مرکزی طور پر تحریری امتحان منعقد ہؤا کرے گا۔ اِس طرح سال میں چار "یک کتابی امتحان" لئے جائیں گے۔ نیز سال میں دو "بڑے مجموعی امتحان" ہوں گے جس کا نصاب ترجمہ قرآن کریم، حدیث شریف، ایک بڑی کتاب حضرت اقدس اور "بنیادی معلومات" پر مشتمل ہوگا۔

یاد رہے کہ یہ مرکزی تحریری امتحانات کا پروگرام کوئی نیا سلسلہ نہیں ہے بلکہ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خود اپنی زندگی میں ہی ایسا امتحان تجویز کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"ایسا امتحان منعقد ہوا اور اس امتحان کو لوگ معمولی بات خیال نہ کریں اور ٹالنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ ایک عظیم الشان بات ہوگی اور لوگ اس کے لئے خاص طور پر تیاری میں لگ جائیں۔"

حضرت اقدس کے ان ارشادات عالیہ کی روشنی میں مرکزی قیادت تعلیم نے اپنے نئے سال کے آغاز یعنی یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے علم و معرفت میں ترقی کا مندرجہ ذیل پروگرام مرتب کیا ہے تمام عہدیداران مجلس کا فرض ہے کہ اس عظیم پروگرام کو ہر ناصر تک پہنچائیں اور پھر بار بار یاددہانی بھی کراتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار مجوزہ پروگرام سے مستفیض ہوں۔

پروگرام برائے ماہوار مطالعہ کتب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

۱۔ جنوری ۱۹۸۷ء "لیکچر لاہور"
۲۔ فروری "نشانِ آسمانی"
۳۔ مارچ "سبز اشتہار"
۴۔ اپریل "لیکچر سیالکوٹ"
۵۔ مئی "توضیح مرام"
۶۔ جون "مسیح ہندوستان میں"
۷۔ جولائی "لیکچر لدھیانہ"
۸۔ اگست "رازِ حقیقت"
۹۔ ستمبر "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب"
۱۰۔ اکتوبر "آسمانی فیصلہ"
۱۱۔ نومبر "ضرورۃ الامام"
۱۲۔ دسمبر "پیغامِ صلح"

ماہوار مطالعہ کی ان کتب میں سے خط کشیدہ کتب کا مندرجہ ذیل مہینوں میں "یک کتابی امتحان" مرکزی طور پر لیا جائے گا:۔

۱۔ یکم فروری کو جنوری کے لئے مقرر کردہ کتاب "لیکچر لاہور" کا امتحان ہوگا۔
۲۔ یکم مئی کو "لیکچر سیالکوٹ" کا امتحان ہوگا۔
۳۔ یکم اگست کو "لیکچر لدھیانہ" کا امتحان ہوگا۔
۴۔ یکم نومبر کو "آسمانی فیصلہ" کا امتحان ہوگا۔

زعماء کرام نوٹ فرمالیں کہ ماہوار مطالعہ والی بارہ کتب کا مکمل سیٹ مبلغ پچاس روپے میں الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ سے دستیاب ہے۔

ہر مجلس کو دسمبر ۱۹۸۶ء میں کم از کم ایک سیٹ اپنی لائبریری کے لئے منگوا لینا چاہیئے۔

مجموعی مرکزی امتحان اوّل و دوم ۱۹۸۷ء

امتحان اوّل ۱۹۸۷ء :۔ ۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع چہارم۔ پارہ ۲۸ ربع اوّل
(جون ۱۹۸۷ء) ۲۔ "کشتی نوح" نصف اوّل حصہ
۳۔ "بنیادی معلومات" شائع کردہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

امتحان دوم ۱۹۸۷ء :۔ ۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۸ ربع دوم اور ربع سوم
(اکتوبر ۱۹۸۷ء) ۲۔ "کشتی نوح" نصف آخر حصہ
۳۔ "بنیادی معلومات"

تعلیم القرآن کلاس

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عشقِ قرآن سے متعلق ایک شعر ہے ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

تمام انصار والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچّوں میں قرآن کریم سے لگاؤ اور تعلق ابتدائی عمر میں ہی پیدا کریں۔ تمام احمدی بچّوں کو قرآن کریم ناظرہ سکھائیں۔ اِس ضمن میں ماضی کی کوتاہی اور غفلت کو تیزی سے دُور کرنا لازم ہے۔ نیز زعماء اپنی مجلس میں "تعلیم القرآن کلاس" کو جاری کریں۔ ہفتہ میں ایک یا دُو دن باقاعدہ قرآن کلاس منعقد ہو۔ قرآن کریم ناظرہ کے علاوہ ترجمہ قرآن کریم بھی سکھایا جائے اور یاد کرایا جائے۔ اطفال، خدّام اور انصار کو چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کرائی جائیں۔

نیز اپنی مجلس میں "حفظِ قرآن کریم" پر بھی عمومی رنگ میں زور دیں۔

اِس علمی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ایک تجویز ہے کہ مقررہ کتب کو بروقت انصار تک پہنچانے کے لئے کم از کم ہر ضلع میں ایک "بک ایجنسی" قائم کی جائے۔ ناظمین زعماء مجالس سے مشورہ کر کے کسی موزوں مجلس میں یہ ایجنسی قائم کریں۔ ابتداء میں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم جمعۃ المبارک کے دن ایک میز پر کتابیں سجا کر فروخت کی جاسکتی ہیں اور اندرونِ ضلع کی مجالس سے آرڈر لے کر کتب مہیّا کی جاسکتی ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام عہدیداران مجلس انصار اللہ صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے

تمام پروگراموں کو اِس احسن طریق پر سرانجام دیں کہ ممکنہ حد تک بہترین نتائج برآمد ہوں اور ہر احمدی —
ہر طفل، ہر خادم، ہر ناصر زندگی کے ہر میدان میں اور خاص طور پر علم و معرفت کے میدان میں حقیقتاً
سب سے آگے ہوں اور آگے ہی آگے بڑھیں، پھلیں اور پھولیں۔ آمین ثم آمین
اللہ تعالیٰ ہر آن ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرکزی امتحانات انصاراللہ میں نمایاں کامیابی

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے سال ۱۹۸۶ء کے امتحان اوّل میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے مندرجہ ذیل انصار کو سندِ امتیاز اور انعامی کتب کا مستحق قرار دیا گیا ہے :-

۱۔ امتحان اوّل ۱۹۸۶ء کُل تعداد انصار شریکِ امتحان ۱۸۵۴

اوّل :-	مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب	چک ۱۱۷/۳ چھور ضلع شیخوپورہ
دوم :-	” میاں عبد القیوم صاحب	کوئٹہ
سوم :-	” میاں حبیب اللہ صاحب	لاہور

۲ ۔ امتحان دوم ۱۹۸۶ء کُل تعداد انصار شریکِ امتحان ۱۶۵۶

اوّل :-	مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی	ربوہ
دوم :-	” عبد المجید ناصر صاحب	عزیز آباد کراچی
سوم :-	” محمد منظور احمد خان صاحب	مغلپورہ لاہور

اللہ تعالیٰ علم و معرفت کے حصول کے اِن مرکزی پروگراموں میں حصہ لینے والے تمام انصار کو ہر آن ترقی کی طرف گامزن رکھے اور بہترین داعی الی اللہ بنائے۔ آمین

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

اُذْکُرُوا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

محترمہ امینہ بی بی صاحبہ مرحومہ گولبازار ربوہ

میری بیوی امینہ بی بی ۱۲ مئی ۱۹۰۸ء کو میرے چچا حضرت میاں احمدالدین صاحب مہاجر کے گھر قادیان میں پیدا ہوئی نام حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے امینہ بی بی رکھا۔ چھ سال کی ہوئی تو قرآن شریف پڑھ لیا میرے چچا حضرت میاں احمدالدین صاحب اسے لے کر حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں قرآن کریم سُنانے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ چنانچہ اس نے خوش الحانی سے فرفر پڑھ کر سُنایا۔ حضرت مولوی صاحب نے خوش ہو کر دعا دی کہ یہ لڑکی جس گھر میں جاوے گی وہ برکتوں سے بھر جاوے گا اور جو شخص یہ بتاشے کھائے گا وہ بھی برکت پائے گا (جو تقسیم کے لئے تھے) پھر پرائمری تک تعلیم حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکملؔ کی اہلیہ محترمہ استانی سکینہ بیگم صاحبہ سے حاصل کی۔ ساڑھے بارہ سال کی ہوئی تو جلسہ سالانہ ۱۹۲۰ء کے موقع پر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے بیت النور قادیان میں میرے ساتھ نکاح کا اعلان فرمایا اور چند ماہ بعد رخصتانہ موضع پنڈی چری میں ہوا۔ وہاں بھی اکثر وقت لڑکیوں کو پڑھانے اور کشیدہ کاری کا کام سکھانے کا سلسلہ جاری کیا اور وہاں ایک بڑا چھپر ڈال کر تعلیمِ قرآن کریم کا انتظام کیا اور اس طرح کثیر تعداد میں گاؤں کی لڑکیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔ اِس عرصہ میں مرحومہ کو ایک یتیم لڑکے کی پرورش کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ مرحومہ نے خدا تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے ۱۹۳۱ء میں قادیان میں مکان بنا کر بچوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر ہجرت کی۔ ۱۹۲۲ء میں ہم دونوں میاں بیوی نے وصیّت کی اور سونے کی صورت میں حصہ آمد ادا کر دیا۔ نیز باقی زیور فروخت کر کے قادیان میں مکان بنا لیا اور رہائش اختیار کر لی اور بچوں کو سکول میں داخل کروا دیا۔ اِسی عرصہ میں تحریکِ جدید شروع ہوئی تو بھی ایک زیور اپنی طرف سے اور میری طرف سے دیا جو بہت عمدہ اور اسے بے حد پیارا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اِس قربانی کو قبول فرماوے۔ مرکز سے جو تحریک ہوتی اس میں حسبِ توفیق بہتر طور پر حصہ لینے کی کوشش کرتی۔ حضرت امّاں جان نوّر اللہ مرقدہا فرمایا کرتی تھیں کہ یہ پُرانے زمانہ کی لڑکی ہے اور بہت محبّت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

اداریہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

عصرِ حاضر میں اخلاقی اور رُوحانی اقدار بتدریج ناپید ہوتی جارہی ہیں اور جوں جوں اہلِ علم ودانش طبقہ فکرمندی سے ان معدوم اقدار کا متلاشی ہے توں توں عالمی سطح پر عمومی اور اسلامی دُنیا میں خصوصی طور پر ان اقدار کے برخلاف بدامنی، فساد، بے راہ روی اور ظلم وتشدّد کی داستانیں رقم ہورہی ہیں۔ خود پاکستان میں وزیرِ داخلہ کا قومی اسمبلی میں اعتراف اس کی ادنیٰ سی جھلک مہیّا کرتا ہے:۔

"وفاقی وزیرِ داخلہ محمد اسلم خٹک نے قومی اسمبلی میں اعتراف کیا ہے کہ معاشرے میں بدعنوانی انتہاء کو پہنچ گئی ہے..... ملک میں اسلامی اقدار سے دُوری اور ایک مخصوص سماجی ڈھانچے کی کارفرمائی کے باعث ہوسِ زر، جلبِ منفعت اور دوسروں سے ممتاز نظر آنے کی خواہش شدید سے شدید تر ہوگئی ہے جس کی وجہ سے رشوت، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، ناجائز فروشی، بدعنوانی اور دوسری معاشرتی برائیوں کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ بدعنوانی کے بڑھتے ہوئے رجحانات عوام اور حکومت دونوں کے لئے پریشانی کا باعث ہیں اور ہر ذی شعور شخص اس کے خاتمے کے سلسلے میں فکرمند و کوشاں ہے لیکن یہ سلسلہ فزوں تر ہوتا جارہا ہے اور بظاہر اس میں کمی یا مکمل خاتمے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸ر نومبر ۱۹۸۶ء اداریہ صـ۳)

ع "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق تمام معاشرہ وادیٔ نکبت اور قعرِ مذلّت میں گرتا جارہا ہے۔ تفرقہ بازی کا جھکڑ ساری اُمّت کو خس وخاشاک کی طرح بہائے جارہا ہے۔ نام نہاد چارہ ساز و رہبر جو طاقت، مذہب اور منتخب اداروں کے ذرائع کو بروئے کار لاکر بظاہر اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہیں ـــــ بقول جناب محمد شفیع صاحب:۔

"حضرت علامہ اقبال نے مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی اور اس کے اسباب کو ایک مصرع میں قلمبند کرکے سمندر کو کُوزے میں بند کردیا تھا انھوں نے بدحال، بدقسمت اور اپنے مقام سے بے خبر مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎ اے کشتۂ سلطانی وملائی وپیری

آپ کے درجات بلند فرماوے۔

مرحومہ کو خدا تعالیٰ نے توکّل کرنے کی توفیق دی تھی کوئی مشکل وقت آتا تو یہی کہتی خدا تعالیٰ اپنے در کے سوا مجھے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی توفیق نہ دے اپنے دَر کا ہی محتاج رکھے۔

مرحومہ کی تربیت کا ہی اثر ہے کہ بچّے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کی خدمت کر رہے ہیں اور دُنیا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو مل رہی ہے۔ منور احمد سعید جماعتِ احمدیہ واشنگٹن میں خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں اور تربیتی کاموں کے لئے کافی وقت دیتے ہیں۔ رشید احمد صابر اور کریم احمد طاہر بھی بفضلہٖ تعالیٰ بہت کام کر رہے ہیں۔

مرحومہ ۱۸ اگست ۱۹۸۶ء کو ۶ بجے صبح درویشانہ طور پر زندگی گزار کر اپنے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئی۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ بیت المہدی میں مکرم قریشی فضل حق صاحب نے پڑھائی بموجب وصیّت نمبر ۱۹۴۴ تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں لائی گئی اور تدفین کے بعد مکرم خان فضل الٰہی صاحب درویش قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ ہماری ۶۵ سال کی اعلیٰ رفاقت بہشتی زندگی کا نمونہ تھی۔ احباب اور بہنوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرماوے اور مرحومہ کے خاندان کیلئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیکوکار بناوے اور اپنے فضلوں سے سدا نوازتا رہے۔

(روشن الدین گول بازار ربوہ)

محترم رشید احمد صاحب ونگ کمانڈر پی۔ اے۔ ایف پشاور مرحوم

آپ کی پیدائش ایسے مبارک دن میں ہوئی جس میں دو خوشیاں عید الاضحیٰ اور جمعہ اکٹھی تھیں۔ آپ کا نام حضرت مصلح موعود نے رشید احمد تجویز فرمایا۔ رشید احمد ماشاء اللہ بچپن سے ہی ہونہار تھے قاعدہ یسّرنا القرآن بہت جلدی پڑھ لیا۔ تقریباً پانچ سال کی عمر میں اس کو میں نے سکول میں داخل کرا دیا۔ میں ذرا صاف ستھرا اسکول دیکھا کرتی تھی وہ ہمارے گھر سے خاصا دُور تھا تو میں نے ایک بڑی بی اس کو سکول لانے لے جانے کے لئے رکھ لی جو کچھ اَور بچّوں کو بھی لے کر جاتی تھی۔ اس سکول میں لڑکیاں پڑھتی تھیں لیکن چھوٹے لڑکے بھی پڑھتے تھے۔ تعلیمی لحاظ سے رشید احمد بہت اچھا تھا اور انعامات بھی حاصل کئے۔ سکول کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ گھر میں قاعدہ یسّرنا القرآن اور قرآن مجید کی پڑھائی بھی جاری رہی اور ماشاء اللہ سات سال کی عمر میں اس نے قرآن مجید پڑھ لیا۔ الحمد للہ۔ رشید احمد باوجود مشکلات اور ناگفتہ بہ حالات کے ادھر میٹرک کی تیاری کرتا اور گھر کے کاموں میں بھی مشغول رہتا۔ بہن بھائیوں کا خیال بھی رکھتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم

کے ساتھ نمازیں بھی پابندی سے پڑھتا۔ میٹرک کرنے کے بعد ایک اَور ٹیکنیکل سکول میں داخلہ لیا اور پھر برما شیل میں سروس کی۔ سروس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر پڑھائی جاری رکھی اور بی۔اے کر لیا اور بعد ازاں پی۔اے۔ایف میں انٹرویو دیا اور اس کی ٹریننگ کے لئے منتخب ہو گیا۔ جون ۱۹۶۴ء میں جبکہ ہم جاپان جا رہے تھے رشید احمد پی۔اے۔ایف کی ٹریننگ کے لئے رسالپور کوہاٹ وغیرہ چلا گیا۔ ہمارے جاپان سے واپس آنے سے پہلے رشید احمد پی۔اے۔ایف میں سروس میں آ گیا تھا۔

رشید احمد پی۔اے۔ایف میں آنے کے بعد اپنا کام دیانت، ذمہ داری اور ایمان داری سے کرتے رہے اور ساتھ ہی محکمانہ امتحانات کی تیاری کر کے امتحان بھی دیتے رہے۔ اس طرح مختلف عہدوں یعنی فلائنگ آفیسر، فلائٹ لیفٹیننٹ سے ترقی پا کر ونگ کمانڈر ہوئے۔ پھر ایک محکمانہ امتحان میں نمایاں کامیابی پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ مئی ۱۹۷۱ء کے آخری ہفتہ میں رشید احمد امریکہ گئے اور چھ ماہ کا کورس کر کے جو کہ کمپیوٹر کا تھا دسمبر ۱۹۷۱ء میں واپس پاکستان آئے۔ اگست ۱۹۷۲ء میں نگہت نسیم صاحبہ بنت محترم کرنل حاجی نصیر الحق صاحب سے شادی ہوئی۔

اس نے اپنی عمر میں ہر ایک کے جذبات کا خیال رکھا۔ والدین کی خدمت کی اور محکمانہ فرائض کو باوجود نامساعد حالات کے بہت خوبی سے نبھایا۔ آہ میرا یہ خدمتگذار، عبادت گذار، صالح اور لائق بچہ اِس رمضان شریف کے ۲۸ویں ۲۹ویں روزے کی درمیانی رات کو منٹوں میں اِس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا۔ پہلے کچھ کھانسی آئی جو کہ عام کھانسی سے مختلف تھی پھر کچھ سانس اُکھڑ کر آنے لگا تو اس کی بیوی اور دوست ہسپتال لے کر گئے ڈاکٹر نے آکسیجن لگائی تقریباً رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا آکسیجن ہٹا دی پھر ایک کھانسی آئی آنکھیں کھولیں اور اپنی جان جو کہ اللہ تعالیٰ کی امانت تھی اللہ تعالیٰ کو سونپ دی اور ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

مرحوم نے اپنے پیچھے چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ احبابِ کرام سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قُرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے بھی رشید احمد مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ربوہ میں تدفین سے پہلے نماز جنازہ پڑھی گئی۔ کراچی میں بھی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ شکاگو امریکہ میں بھی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ تدفین

ربوہ میں قبرستانِ عام میں آئی۔ (محمودہ خاتون اہلیہ ملک سعید احمد صاحب۔ شکاگو امریکہ)

محترم مرزا محمد اسمٰعیل صاحب آف چمن مرحوم

میرے پیارے ابا جان محترم مرزا محمد اسمٰعیل صاحب آف چمن اپنی ساری اولاد کے لئے درخت تھے جس کی دعاؤں کے سایہ تلے ہم ہی نہیں اور بھی بہت سے عزیز و اقارب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بے انتہا محبت وغیرت رکھنے والا وجود تھے۔ امامِ وقت اور بزرگانِ سلسلہ سے تعلق کو ہی اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے جس کا ثبوت وہ بہت سے بزرگوں کے خطوط ہیں جو کہ اب ہمارا سرمایۂ حیات ہیں۔ آپ نے جو یہ آخری چند دن ہمارے پاس گذارے ان میں اپنی زندگی کے وہ واقعات سناتے رہے جن میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا ذکر تھا۔ وفات سے ایک دن قبل فرمایا کہ "مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اس قدر فضل و احسان ہیں کہ میں اس کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا اب میں اس سے اور کیا مانگوں سوائے اس کے کہ میرا انجام بخیر ہو" اور پھر اللہ تعالیٰ جس طرح زندگی بھر ان سے محبت کا سلوک فرماتا رہا آخری وقت بھی یوں آرام سے سو گئے جیسے کوئی بچہ کھیلتے کھیلتے آرام سے سو جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ ۱۹۰۶ء میں آٹرہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ صرف ایک قاعدہ پڑھے ہوئے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں فوج میں ملازم ہوئے۔ بچپن سے ہی نمازوں کی پابندی کی عادت تھی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے کا بے انتہا شوق۔ تحریکِ جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سے بہت پیار تھا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ کوئٹہ میں سنگر مشین کمپنی کے ایجنٹ تھے اُس دوران حضرت مولوی صاحب وہاں تشریف لائے۔ ایک رات آپ کے گھر گذاری صبح فجر کی نماز پڑھ کر حضرت مولوی صاحب فرمانے لگے بچہ کوئی نہیں۔ بتایا حضرت پہلی بیوی سے مرزا محمد ادریس اور ایک بچی ہے جس پر حضرت مولوی صاحب نے ایک ہاتھ میں میری کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ میں والدہ صاحبہ خورشید بیگم کی کلائی پکڑ کر نبضوں پہ ہاتھ رکھ کے تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے۔ پھر فرمایا بڑی اولاد ہوگی۔ مگر ایک سودا کرو کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارے لئے دعا کرتا رہوں گا جب تک تم زندہ رہو گے میرے لئے دعا کرتے رہو گے۔ اور پھر واقعی اِن دوستوں نے وعدہ ایفا کیا۔ حضرت مولوی صاحب کے دعائیہ خط پنجابی اور اُردو کے اشعار اور نثر کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ کوئٹہ سے پھر آپ چمن میں طویل عرصہ رہے وہیں ہماری پیدائش ہوئی۔ سوائے ہمارے گھر کے اور کوئی

وہاں مستقل احمدی گھرانہ نہ تھا۔ اگر ان کا عملی نمونہ ہمارے سامنے نہ ہوتا تو ہم احمدیت کے متعلق کچھ بھی نہ جان سکتے۔ آپ نے دو بیٹوں کو وقف کیا جو کہ آپ کی وفات کے وقت بھی خدمتِ دین میں مصروف تھے۔ مرزا محمد ادریس مربی انڈونیشیا اب بھی مصروفِ خدمت ہیں۔

مورخہ ۲۲۔ نومبر ۱۹۸۴ء کو وفات پائی۔ بعد نمازِ عصر البیت المبارک ربوہ میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک غمزدہ بیوہ خورشید بیگم، بیٹے مرزا محمد ادریس مربی انڈونیشیا کے علاوہ سات بیٹے اور چار بیٹیاں نیز پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ابا جان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(بیگم ملک ناصر احمد صاحب جیکب آباد)

محترم چوہدری رحمت علی صاحب مرحوم آف علی پور

ہماری جماعت علی پور تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال کے ایک مخلص اور بزرگ دوست محترم چوہدری رحمت علی صاحب سیکرٹری تحریکِ جدید ضلع خانیوال بعمر ۸۵ سال ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء کو لدھے کے نیویں ضلع قصور میں اپنے رشتہ داروں کو ملنے گئے تھے کہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت ہی صحت مند تھے اور اعلیٰ پائے کے داعی الی اللہ تھے۔ باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود اردو اور پنجابی میں مسائل بہترین رنگ میں بیان فرماتے۔ غیر از جماعت دوستوں اور اردگرد کے لوگوں کے دکھ سکھ میں ضرور شریک ہوتے۔ ایسی مجالس میں بھی دعوت الی الحق کا کوئی نہ کوئی موقع نکال کر بات شروع کر دیتے تھے۔ بہت دعا گو، تہجد گذار اور سلسلہ کے فدائی تھے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کوئی جلسہ سالانہ یا اجتماع ایسا گذرا ہو کہ جس میں شامل نہ ہوئے ہوں۔ مقامی اور ضلعی سطح پر ہر اجلاس میں شامل ہوتے۔ یادگار چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے کے علاوہ سب بچے شادی شدہ ہیں۔ ہماری جماعت ایک بزرگ، دعا گو اور ہمدرد انسان سے محروم ہو گئی۔ احباب اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد اور خاکسار کو ان کی وفات کا صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ڈاکٹر محمد خاں امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع خانیوال)

مکرم منصور احمد صاحب عارف مرحوم

خاکسار کے اکلوتے بیٹے مکرم منصور احمد صاحب عارف ڈھلوں متعلم ایم۔ ایس سی فزکس سال اول

گورنمنٹ کالج لاہور نیو ہوسٹل ——— ۶، ۷ ؍ جولائی ۱۹۸۶ء کی درمیانی رات بروز جمعرات تقریباً تین چار بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

جماعتِ احمدیہ دہلی گیٹ لاہور، ٹیچرز گورنمنٹ کالج لاہور، سپرنٹنڈنٹ نیو ہوسٹل مکرم امان اللہ صاحب ورک، وارڈن نیو ہوسٹل مکرم سید سجاد حسین شاہ صاحب ——— و دیگر طلباء گورنمنٹ کالج لاہور جن میں احمدی اور غیر از جماعت طلباء شامل تھے کی معیت میں عزیزم منصور احمد عارف کو نیو ہوسٹل سے میو ہسپتال لاہور پہنچایا گیا۔ ہسپتال میں کافی تگ و دَو کے بعد خاکسار کو ربوہ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی گئی۔ میو ہسپتال سے پوسٹ مارٹم کے بعد جنازہ بذریعہ ایمبولنس سات بجے شام ربوہ لایا گیا۔ مورخہ ۸ ؍ جولائی کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بعد نماز جمعۃ المبارک بیت الاقصیٰ میں نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عزیزم موصی تھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ مکمل نہ ملنے کی وجہ سے قطعہ خاص ۱۱ میں بطور امانت تدفین عمل میں لائی گئی۔ تدفین کے بعد مکرم منصور احمد خاں صاحب ابن محترم نواب مسعود احمد خان صاحب مرحوم وکیل التبشیر نے دعا کروائی۔

عزیزم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ خلافت سے عشق، سلسلہ کے بے لوث خادم اور اپنے فرائض کو کماحقہٗ ادا کرنے والے تھے۔ عزیزم بطور زعیم اور عہدیدار خدام الاحمدیہ کے نہایت خلوص، سنجیدگی اور وفاشعاری سے خدمت بجالاتے رہے۔ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ میں بطور سیکرٹری مال وقفِ جدید کافی عرصہ کام کرتے رہے۔ معاون تشحیذ الاذہان اور خالد بھی رہ چکے ہیں۔ اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جلسہ سالانہ کے مختلف شعبہ جات میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ لاہور میں بھی ناظم امور طلباء رہے۔

احبابِ کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(محمد شریف ڈھلوں ؔ دار الصدر غربی ربوہ)

"خدا کی گود میں آجاؤ گے"

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصّہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقوٰی حاصل نہیں ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔"

(الوصیّۃ صـ ۷)

ضمیمہ
ماہنامہ
انصار اللہ
ربوہ
دسمبر
۱۹۸۶ء
ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

★★★★★★★★★★★★

آزادئ ضمیر کی خاطر سب سے عظیم الشان جہاد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے شرفِ انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے

یہ آج بھی تمام انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے کیونکہ دنیا میں آج بھی اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

...ن: ۵ فتح ۱۳۶۵ ہش مطابق ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء - آج یہاں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے بیت الفضل ...نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے نماز سے قبل جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے :-

...ہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآنی دعا ربنا ...غفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین - کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر جو دعائیں کی جا رہی ہیں ان میں اس دعا کو بھی شامل کرنے کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی۔ اس لئے امید ہے کہ افرادِ جماعت کے سامنے یہ دعا رہتی ہوگی۔ فرمایا: اس دعا کا جہاد سے اور بالخصوص دعوت الی اللہ اور اصلاح وارشاد کے جہاد سے براہِ راست تعلق ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تو لوگوں کو پاک کرنے کا عزم لے کر

(باقی دیکھیں صفحہ ۴ پر)

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۶۵ ہش

دسمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

قیمت -/۱ روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ: ۱۱؍ فتح ؍ دسمبر۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت تا حال پہلے جیسی ہے"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور لمبی طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

- مکرم محمد الیاس منیر مربی سلسلہ ساہیوال اور مکرم نعیم الدین صاحب نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی سکھر اور مکرم رفیع احمد صاحب قریشی سکھر کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح ۱۳۶۵ ہش (دسمبر ۱۹۸۶ء) بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

احباب اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردیں اور جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ (نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ

مومن مصیبت پر صبر ہی نہیں کرتا بلکہ رضا بالقضاء کا نمونہ دکھاتا ہے

یہی مقام اعلیٰ ہے۔ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضاء کو مقدم رکھنا چاہیئے

مومن کی نشانی ہے کہ وہ صرف صبر کرنے والا نہ ہو بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ مصیبت پر راضی ہو۔ خدا کی رضاء کے ساتھ اپنی رضا ملا دے، یہی مقام اعلیٰ ہے مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضاء کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ منعم کو نعمتوں پر مقدم رکھو۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ شکوہ شروع کرتے ہیں، گویا خدا تعالےٰ کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہیں۔ بعض عورتیں کوستی ہیں اور گالیاں دیتی ہیں۔ بعض مرد بھی ایمانی حالت میں ناقص ہوتے ہیں۔

یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہو تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر اس پر کوئی مصیبت گرے۔ کیونکہ دنیا دار المصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ اکثر مصائب متنبہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ ابتداء میں اس کی صورت خفیف ہوتی ہے، انسان اس کو مصیبت نہیں سمجھتا، پھر وہ بے تاب کرنے والی مصیبت ہو جاتی ہے۔ دیکھو اگر کسی کو آہستگی سے دبایا جائے تو اس کے بدن کو آرام پہنچتا ہے وہی ہاتھ زور سے مارا جائے تو موجب دُکھ ہو جاتا ہے۔ ایک مصیبت سخت ہوتی ہے جو وبالِ جان بن جاتی ہے۔ قرآن شریف نے ہر دو مصائب کا ذکر دیا ہے۔

مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اِس بات پر روتے دھوتے نہ رہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے بیٹا مانگا ہے بلکہ انہوں نے اس بات پر شکر ادا کیا کہ ایک خدمت کا موقع ملا ہے۔ لڑکے کی ماں نے بھی رضا مندی دی اور لڑکا بھی اس بات پر راضی ہوا۔

ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مسجد کا مینار گر گیا تو شاہِ وقت نے سجدہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس خدمت میں حصّہ لینے کا موقع دیا ہے جو بزرگ بادشاہوں نے اس مسجد کی بناء کرنے میں حاصل کی تھی۔

وقت تو بہر حال گزر جاتا ہے۔ گوشت پلاؤ کھانے والے بھی آخر مر جاتے ہیں لیکن جو شخص تلخیاں دیکھ کر صبر کرتا ہے اس کو بالآخر اجر ملتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی اس بات پر شہادت ہے کہ صبر کا اجر ضرور ہے۔"

(جلد دھم صہ ۸۷ تا صہ ۸۹)

بقیہ "خطبہ حضور" صفحہ اوّل سے آگے

نکلے ہیں اور یہ ارادے لے کر نکلیں ہیں کہ بگڑے ہوئے معاشرہ کو گناہوں سے پاک کردیں گے لیکن اپنے حال پر نظر کرتے ہوئے ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم تو خود گنہگار ہیں اور ہم سے کئی غلطیاں ہوئی ہیں اس لئے تُو ہمارے گناہ بخش دے تاکہ ہم صاف تختی لے کر دنیا کو نیکیوں کی طرف بلانے والے ہوں۔ ہم اس لئے باہر نکل رہے ہیں کہ دنیا کو نفس کی حق تلفیوں اور دوسرے بنی نوع کی حق تلفیوں سے منع کریں۔ لیکن بعید نہیں کہ ہم نے بھی کسی نوع کی حق تلفی کی ہو۔ اس لئے اے خدا ہمارے اسراف کو بھی معاف کردے تاکہ ہم صاف ضمیر اور صاف دل کے ساتھ دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کر سکیں۔

حضور نے فرمایا: کہ یہ دعا انکساری کا بھی عظیم سبق دیتی ہے اصلاح و ارشاد کا فریضہ ادا کرنے والے اس زعم سے نہیں باہر نکلتے کہ دنیا بد ہے اور ہم پاک ہیں۔ وہ رعونت اور تکبّر کا شکار ہو کر باہر نہیں نکلتے بلکہ غرور اور تکبّر میں مبتلا لوگوں کو مظالم سے باز رکھنے کے لئے باہر نکلتے ہیں۔ اس دعا کے نتیجہ میں ان کے اصلاح و ارشاد کے طریق میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، رعونت مٹ کر انکساری میں تبدیل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ نفس کا کچھ باقی نہیں رہتا بلکہ کلیتہً معاملہ خدا کے سپرد ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ثباتِ قدم کا لفظ اس دعا میں خاص اہمیّت رکھتا ہے اور اس کا مفہوم اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ حضور نے لفظ ثبات کی لغوی تشریح بیان فرمائی اور اس کے مختلف معانی پر روشنی ڈالی حضور نے واضح فرمایا اس میں شجاعت، بہادری، استقرار، براہِن قاطعہ، معرفتِ حق وغیرہ مختلف معانی شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ بظاہر الگ الگ معانی ہیں لیکن ان کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے وہ شخص جو حق پر قائم ہو اور حق کا عرفان بھی رکھتا ہو اس کیلئے لازمی ہے کہ وہ بہادر بھی ہو۔ لیکن دلیری، صداقت اور اس کے عرفان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جب از روئے دلائل گفتگو ہو رہی ہو تو وہ شخص جس کے پاس حق ہو اور جو مضمون کا عرفان رکھتا ہو تو اس کی بات میں شوکت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی بحث میں ایسی طاقت آجاتی ہے کہ طبعی اور لازمی نتیجہ کے طور پر اس میں دلیری پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص ایمان کی دولت سے مالا مال ہو وہ کامل یقین کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اس کے ڈگمگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیشہ دلائل میں اور گفتگو میں وہ شخص ڈگمگاتا ہے جو خود ابہام کا شکار رہو۔

فرمایا: لاعلمی اور مضمون کی معرفت میں کمی دلائل کے میدان میں انسان کے قدم کو ڈگمگاتی ہے اور اس سے اسی حد تک ثباتِ قدم چھین لیتی ہے۔

فرمایا! پس جب علمی، دینی اور روحانی جہاد پر اس دعا کا اطلاق کیا جائے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے خدا ہمیں ثباتِ قدم عطا فرما۔ یعنی ہمیں وہ ساری صفات عطا کر جو دلیری پیدا کرتی ہیں۔ اُن میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہم ثقہ بات کرنے والے ہوں، شک والی بات کرنیوالے نہ ہوں، ہمیں گہرا علم عطا فرما۔ ہمیں ایسے دلائل سے آگاہ فرما جو قاطع ہوں، جن کا مدمقابل کے پاس کوئی جواب نہ ہو۔ اور ہمیں حق پر قائم رہنے کی توفیق بخش اور کبھی بھی ہم ناحق بات کرنے والے نہ ہوں۔

فرمایا! اس کے علاوہ ثبات میں مثبت کا معنیٰ بھی شامل ہے جو اسی طرح منفی کے مدّمقابل ہے جس طرح جمع کے مدّمقابل تفریق ہے۔ اس لحاظ سے ثبات قدم کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ ہمیں اس جہاد میں ہر منفی حرکت سے بچا، ہر ایسی حرکت سے بچا جو تیرے نزدیک غلط اور تخریبی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بجائے ہمیں تعمیری کردار عطا کر، ہمارے دلائل تعمیری ہوں۔ یہ سارا مضمون ایک صاحب ایمان کے طریق گفتگو کو ایک غیر مومن کے طریق گفتگو سے اس طرح ممتاز کر دیتا ہے جیسے اندھیرے سے روشنی جدا اور ممتاز ہے اس مضمون میں داخل ہو کر ثباتِ قدم کے یہ معنے ہو جائیں گے کہ اے خدا ان صفات پر ہمیں جمائے رکھ اور ہمارے قدم نہ اُکھڑنے دے۔ مخالف زور لگائے گا کہ ہمیں اپنے طریق پر کھینچ لے جائے، وہ زور لگائے گا کہ ہم سے ہماری مثبت صفات چھین کر ہمیں بھی منفی طریق اختیار کرنے پر مجبور کر دے۔ اس کی کوشش یہ ہوگی کہ جس قسم کا گند وہ خود بولتا ہے اسی قسم کا گند ہم سے بھی بلوانے لگے اور جس طرح کا جبر وہ دین میں کر رہا ہے اسی قسم کا جبر ہم سے بھی کرانا چاہے گا۔ وہ ضرور چاہے گا کہ ہمیں بھی اُس میدان میں کھینچ بلائے۔ جس میں اسے غلبہ حاصل ہے حالانکہ ہم اُس میدان کے داؤ پیچ جانتے ہی نہیں اس لئے اے خدا ہمیں ثباتِ قدم عطا فرما۔ ہمیں ہرگز اس میدان میں جانے پر مجبور نہ ہونے دینا۔ اگر ہمارا دل چاہے بھی اور مخالفوں کی عادات اختیار کرنے کے لئے دل بے قرار بھی ہو جائے تب بھی اے خدا ہمیں مخالفوں کے نقشِ قدم پر چلنے سے باز رکھ کر ثباتِ قدم عطا فرمانا، ہمیں ان صفاتِ حسنہ پر قائم رکھنا جو اے خدا تیرے نزدیک اس جہاد میں مثبت اقدام کی حیثیت رکھتی ہیں، ہمارے اقدامات سراسر تعمیری اقدامات ہوں ان میں کوئی بھی تخریبی حرکت نہ ہو۔

حضور نے فرمایا: ایک داعی الی اللہ جب اس مضمون سے آگاہ ہو کر

.....مسلمانوں کے زوال کا تجزیہ کرتے ہوئے تین سیاسی اور مذہبی اداروں یعنی (۱) ملوکیت (۲) ملائیت (۳) شائخیت کو مسلمانوں کی پسماندگی، پچھڑے پن اور رجعت قہقری کے لئے ذمہ دار قرار دیا تھا..... اگر آج ہم دیانتداری سے بے خوف ہو کر بلا دھڑک مسلم ممالک میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً مسلم عوام کی پسماندگی، فرقہ واریت اور توہم پرستی کی کیفیات پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں حکمران، کچھ علماء اور بعض گدی نشین ایک ہی لائن میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا نعرہ صرف عوام کے سیاسی استحصال کیلئے لگایا جاتا ہے..... اسلام کے پاکستان میں چرچے اور غلغلے تو بہت بلند ہیں لیکن اسلام کے نام پر اب تک جو کچھ ملا ہے وہ جرنیلوں اور جاگیرداروں کی طبقاتی حکمرانی بعض علماء کرام اور بعض پیرانِ عظّام کی فرقہ واریت اور رُوحانی افلاس ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۸۶ء صہ ۲ بعنوان "اقبال اور ملوکیّت، ملائیت و شیخیت")

لہٰذا ہر طبقۂ فکر میں بے چینی اور اضطراب ہے اور ایسے مصلح کا شدت سے انتظار ہے جو ان رُوحانی اور اخلاقی قدروں کو از سرِ نَو معاشرہ میں زندہ کرے۔ جناب ملک غلام جیلانی صاحب رقمطراز ہیں:۔

"اور خطرہ ہے کہ کہیں ہماری غفلت کی وجہ سے رعد و برق کے ہنگاموں میں تبدیل نہ ہو جائیں اِس لئے ہمیں اپنی ساری قوت اور طاقت اپنے "آج" کو درست کرنے پر صرف کرنا ہوگی میں دولت اور اقتدار کے نشے میں مست اہلِ وطن سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کی آنکھیں دیکھ نہیں رہیں کہ ملک پر آج ہر طرف غلاظتوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ سمگلنگ منشیات کا کاروبار، رشوت، غنڈہ گردی، ڈکیتی، مار دھاڑ، لُوٹ کھسوٹ، ناپاک اور اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں، ذلیل اور گھٹیا قسم کے واقعات، سفلی کارروائیاں، بد دیانتی کا دَور دَورہ جھوٹ، منافقت اور ریاکاری کے بدنما حربے آج ہمارے رگ و پے میں سرایت کر چکے ہیں۔ کیا میں پُوچھ سکتا ہوں کہ **ان کا علاج کون کرے گا؟**"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳ نومبر ۱۹۸۶ء صہ ۳ کالم ۲ زیرِ عنوان "اب کس سے جفا کا حال کہیں")

جناب لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد ایوب خان "بند کون باندھے گا" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

"کسی نے ابوالکلام آزاد سے پوچھا "آپ پاکستان کی حمایت کیوں نہیں کرتے؟" انہوں نے

دعا کرتا ہے تو اس کی دعا بہت ہی وسعت اختیار کر جاتی ہے۔ مثبت قدم ہو ہی نہیں سکتا جب تک مزید زمین نہ جیتی جا رہی ہو۔ صحیح سمت میں قدم کے آگے بڑھنے کا ہی دوسرا نام مثبت اقدام ہے جو قدم پیچھے کی طرف ہٹتا ہے وہ منفی اقدام ہے۔ اس لحاظ سے یہ دعا غلبے کی دعا بھی ہے یعنی یہ کہ اے خدا ہمیں پیش قدمی عطا فرما۔ اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کے سارے گوشوں پر نظر رکھ کر دعا کریں تو یہ نہ صرف نفع مند بن جائے گی بلکہ اس سے ہماری تربیت ہوگی۔ ہمیں وہ سارے اسلوب آ جائیں گے جو دعوت الی اللہ کے جہاد سے گہرا تعلق رکھتے ہیں

فرمایا! آج میں نے اس مضمون کو خاص طور پر اس لئے چُنا ہے کہ میں مختلف رنگ میں جماعت کو جہاد کی طرف بلا رہا ہوں۔ بعض احباب کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جہاد کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا! واقعہ یہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں دینِ حق نے جہاد کے تصور کو اجاگر کیا ہے۔ اس لئے جب میں کوئی مضمون بیان کرتا ہوں تو جہاد کے سوا کوئی اور تصور یا لفظ میرے ذہن میں ابھرتا ہی نہیں۔ ہر وہ کوشش جو اللہ کی خاطر کی جائے اور ان صفاتِ حسنہ سے مزین ہو جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں وہ جہاد ہے۔ کوئی کوشش بابرکت ہو ہی نہیں سکتی جو ان صفاتِ حسنہ سے مزین نہ ہو۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ شدھی کی تحریک کے خلاف ہندوستان میں جہاد کرو یا سچائی کے حق میں جھوٹ کے خلاف جہاد کرو تو اس قسم کے مضامین میں میں لفظ جہاد ہی بولتا ہوں جہاد تو دینِ حق کی رو سے ساری زندگی پر حاوی مضمون ہے۔ اس کے سوا یہاں کوئی اور لفظ پھبتا ہی نہیں۔

حضور نے فرمایا! مثبت پہلو کے اعتبار سے ثباتِ قدم کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں پھیلا ہوا ہے اور منفی پہلو کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے کردار میں پھیلا پڑا ہے۔ قرآن کریم نے دونوں طرف واضح طور پر انگلی اٹھا کر ان دونوں کیفیتوں کو دکھایا ہے اور بتایا ہے کہ حق کے مخالف یہ طریق اختیار کرتے ہیں اور حق کی تائید کرنے والے یہ طریق اختیار کیا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں اُس جہاد کا ذکر فرمایا جو تمام بنی نوع انسان کی خاطر کیا گیا تھا۔ اور بتایا کہ جب سے آزادیٔ ضمیر کی خاطر کسی نوع کی جنگ بھی جاری ہے سب سے زیادہ اس ضمن میں عظیم الشان اور کامل جہاد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اس ضمن میں آپؐ نے سب سے پہلے سوسائٹی کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے اور کسی کو حق نہیں ہے کہ کسی کی سوچ پر اور اس کے ایمان پر کسی قسم کی قدغن لگائے۔ اور جبراً ان کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ اعلان تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے اور یہ شرفِ انسانی کو قائم کرنے والے جہاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ حق نہیں رکھتا کہ انسان کی سوچوں کو زبردستی تبدیل کرے یا اس کو اپنی سوچوں کے اظہار کا حق نہ دے۔ ان دونوں پہلوؤں سے انسان آزاد ہے۔

فرمایا! یہ آزادیٔ ضمیر کا عظیم الشان جہاد ہے جو آج بھی تمام انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ آج انسانی زندگی کی جد وجہد میں جتنی خرابیاں نظر آ رہی ہیں وہ ان بنیادی ہدایات سے روگشتی کی وجہ سے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے موجودہ حالات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ آج بھی ان انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ جن کے قیام کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ساری زندگی جہاد کیا۔ اور اپنے غلاموں کو بھی اس کی تلقین کی۔ فرمایا اس لئے جب آپ ثباتِ قدم کی دعا کریں تو یہ دعا خصوصیت سے کریں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس قدم آزادیٔ ضمیر کی جنگ میں جو حسین نقوشِ پا چھوڑ گئے ہیں اے خدا ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ان نقوشِ پا کو چومتے ہوئے اپنی جان، مال، عزت اور نفس کی قربانیاں دیتے چلے جائیں اور اس راہ میں آگے بڑھتے جائیں۔ ہمیشہ ہی ہمارا قدم آگے بڑھے۔ اور منفی سمت میں واپس نہ ہٹے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے حضرتِ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی صاحبزادی زینب بیگم صاحبہ۔ اور جرمنی میں کار کے حادثہ میں وفات پانے والے دو نوجوانوں عطاء الحق رامہ صاحب اور ظفر محمود صاحب وڑائچ اور اسی طرح چوہدری عبید اللہ صاحب آف راجن پور چوہدری حاکم علی صاحب ورک۔ مولوی محمد یار عارف صاحب۔ مکرمہ مسعودہ خاتون صاحبہ ملک اللہ دتہ صاحب، فضل احمد صاحب بھٹی کی نماز جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔

درخواست دعا

برادرم مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب مربی سلسلہ کی بیٹی بعارضہ دل بیمار ہے اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب جماعت سے بچی کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(حبیب اللہ باجوہ)

امراء اضلاع، صدران و مربیان سلسلہ توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر ہوں) کی بعثت کی غرض یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ دین حقہ کو کل ادیان پر غالب کیا جائے۔ اور توحید کے پرچم کو ساری دنیا پر لہرایا جائے۔ اور یہ کام بہت محنت چاہتا ہے کیونکہ کسی ایک شہر۔ ایک ضلع یا ایک ملک کا سوال نہیں بلکہ ساری دنیا میں دین حقہ کی اشاعت کا سوال ہے۔ اور یہ کام اس وقت تک سرانجام نہیں پا سکتا۔ جب تک جماعت احمدیہ کے پاس ہر زمانے میں ہزاروں مربیان کی جماعت نہ ہوگی۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت اقدس نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ چنانچہ اب تک جو اشاعت دین کا کام ہو رہا ہے وہ اسی ادارہ کے فارغ التحصیل طلباء کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اکثرت سے ایسے ہونہار طالب علم اس ادارہ میں داخل ہوں جو اشاعت دین جیسے اہم فریضہ کو خوش اسلوبی سے ادا کر سکیں۔

آپ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی آپ ابھی سے اپنے حلقہ کے ایسے احمدی نوجوانوں کو جو امسال میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے اور ایم اے کے امتحان دے رہے ہیں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں نیز یہ کہ جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان آئیں جن کے اخراجات کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ان کے والدین یا سرپرست خود اٹھا سکیں تو بہتر ہے۔

اس سال بھی جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان انشاء اللہ بعد میں کر دیا جائے گا۔ لیکن انٹرویو سے پہلے امیدواران کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں آجائیں۔ اس لئے وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھنے والے نوجوانوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ امتحان یا نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

نیز درخواست ہے کہ آپ اس بارہ میں جو کوشش فرمائیں اور آپ کی تحریک کے نتیجہ میں جس قدر نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں اس سے ازراہ مہربانی خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

اعلان بابت جنرل باڈی میٹنگ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینیئرز

ایسوسی ایشن ہذا کی جنرل باڈی میٹنگ انشاء اللہ دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں مورخہ ۲۵ دسمبر کو ۳ بجے بعد دوپہر سے عشائیہ کے وقت تک ہوگی۔ اہم ٹیکنیکل مضامین پر مقالہ جات بھی پڑھے جائیں گے۔ جملہ ممبران شرکت کی کوشش فرمائیں۔

(چیئرمین)

"یوم صفائی"

حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

۱۔ "کام کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ہی اہم چیز ہے اور اسے جماعت کے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے تا جو لوگ سست ہیں وہ چست ہو جائیں اور ایسا تو کوئی بھی نہ رہے جو کام کرنے کو عیب سمجھتا ہو" (مشعل راہ صفحہ ۱۵)

(۲) "کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں ...." (مشعل راہ صفحہ)

۱۹ دسمبر ۸۶ء کو تمام مجالس یوم صفائی منائیں (۱) اس روز ہر خادم اپنے کپڑے خود دھوئے۔ (۲) ہر خادم اپنے اپنے گھر کے سامنے جھاڑو دے اور پانی کا چھڑکاؤ کرے۔ (۳) تمام بیوت الذکر کی صفائی کی جائے۔ قائدین اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ہر جہت سے کوشش فرمادیں۔ تمام خدام اس پروگرام میں شامل ہوں۔

(مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

تربیت کے خلا پُر کئے بغیر غلبہ حق کی تمنّا کرنا بے فائدہ ہے

عددی اکثریت اور غلبہ سے زیادہ وہ مقصد اہم ہے جس کی خاطر ہم پیدا کئے گئے ہیں

حصول مقصد کے لئے سب سے بنیادی اور مرکزی کام ہر سطح پر نماز کو قائم کرنا ہے

جماعت کی ذیلی تنظیموں کو چاہیئے کہ وہ قیام نماز کی ذمہ داری کو معین پروگرام کے تحت ادا کریں

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایّدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ر نومبر ۱۹۸۵ء کا اصل متن
(قسط ۲ آخر)

نماز کا پابند بنانے میں صبر و استقلال کی اہمیّت

یہ مضمون جو میں نے چند لفظوں میں بیان کیا ہے یہ اتنا مشکل ہے، اتنا وسیع ہے، اتنا محنت طلب ہے، اتنا صبر چاہتا ہے کہ محض چند فقروں میں یہ مضمون سُن کر آپ پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اس میں کیا کیا دقتیں ہوں گی۔ سب سے بڑی مشکل، سب سے بڑی دقّت مَیں یہ محسوس کرتا ہوں اور ہر جگہ یہ میں نے دیکھی ہے کہ صبر کم ہے۔ اسی لئے قرآن کریم بار بار صبر کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ایک نصیحت کی جاتی ہے اور بظاہر وہ نصیحت سُننے کے بعد سُننے والوں کی طبیعتوں میں ایک بڑا نمایاں ولولہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ بظاہر دل ارادے باندھتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بظاہر محسوس یہ ہوتا ہے کہ سُننے والوں کا دماغ تائید کر رہا ہے کہ ہاں یہ ہونا چاہیئے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ چند دنوں کے اندر اندر وہ ارادے بھی سو جاتے ہیں، وہ دل کے ولولے بھی بیٹھ جاتے ہیں اور عام سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں پھر ایک آواز پڑے گی تو پھر کوشش کر لیں گے۔ اُس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ واصطبر علیہا کا مضمون کیا معنی رکھتا ہے، کیسا عظیم الشان کلام ہے اور کیسی گہری نظر انسانی نفسیات پر رکھنے والا خدا ہے جس کا یہ کلام ہے۔ بظاہر آرام سے ایک چھوٹا سا حکم دے دیتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ اس میں کیا ہے۔ بچوں کو نماز کے لئے ہی کہنا ہے وہ ہم کہہ دیں گے۔ لیکن فرمایا واصطبر علیہا خبردار یاد رکھنا کہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ روزانہ کہتے چلے جانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ ویسے ہی طبیعت ایک بات کہتے کہتے تھک جاتی ہے اور پھر روزانہ اپنے بچوں پر نظر رکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اپنی بیویوں کو ہمیشہ توجہ دلاتے رہنا، بار بار ان پر نظر رکھنا اور روزانہ اس کام میں مشغول رہنا یہ بہت مشکل کام ہے۔ آپ کر کے دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ قرآن کریم نے کیوں اس طرف توجہ دلائی؟ نظام جماعت کے مختلف حصوں یعنی مختلف تنظیموں سے میرا گہرا تعلق رہا ہے۔ بچپن میں اطفال الاحمدیہ سے، پھر خدام الاحمدیہ سے، پھر انصار اللہ سے میں منسلک رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماتا رہا ہے کہ میں ہر جگہ نماز کے التزام اور قیام کی کچھ نہ کچھ کوشش کروں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے اچھے سے اچھے کارکن میں بھی صبر کے لحاظ سے ابھی بہت گنجائش موجود ہے کہ وہ اپنی صبر کی حالت کو بہتر بنائیں۔ صبر کا مضمون بہت وسیع ہے۔ مستقل مزاجی بھی صبر کا ایک حصّہ ہے۔ ہمارے کارکنوں میں استقلال کے لحاظ سے ابھی بہت کمی پائی جاتی ہے۔ ہمارے اچھے سے اچھے کارکن بھی چند دن جوش کے ساتھ کام کرتے ہیں اس کے بعد پھر آہستہ آہستہ تھک کر چھوڑ دیتے ہیں یہ طریق درست نہیں۔ نماز تو وہ آخری چیز ہے جس سے آپ کو تھکنا نہیں چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں آپ کے لئے تھکنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن کریم میں سب سے زیادہ زور نماز پر ہے سارے قرآن میں زکوٰۃ سے پہلے صلوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا مضمون بھی آگے بہت وسعت اختیار کرجاتا ہے، اس کی طرف آئندہ توجہ دلاؤں گا۔ ہر جگہ ایمان کے بعد سب سے پہلے صلوٰۃ کا ذکر ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں نماز موجود رہی ہے۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ہر نبی نماز پر زور دیتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز حفاظت کرتی ہے۔ نماز ایک ساتھ دینے والا مربی ہے۔ جس شکل میں بھی کسی قوم نے خدا کی عبادت کی حق پر نبی نے سب سے زیادہ زور اس عبادت پر دیا تھا۔ اور انسانی پیدائش کا بھی یہی مقصود جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے تو جنوں اور انسانوں کو کسی اور مقصد سے پیدا ہی نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور عبادت کا معراج نماز ہے یعنی عبادت کی جو رسمی شکل ہے وہ تو ظاہری نماز ہے۔ ہم نے پھر اس کو قائم کر کے اس کو مغز اور روح سے بھرنا ہے۔ ہم نے کئی طریق سے اس پر غور کرنا ہے کہ کس طرح ہم اپنی نمازوں میں زیادہ حسن پیدا کریں۔ پھر ہم نے دوسروں کو بھی سمجھانا ہے۔ شاید آپ کو کبھی خیال نہ آیا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ میں سے اکثریت ایسی ہے جن کو یہ پتہ نہیں کہ میرے بچوں کو نماز ترجمہ کے ساتھ آتی بھی ہے یا نہیں۔ انہیں یہ معلوم کرنے کا کبھی خیال نہیں آتا بعض لوگ دوسروں کو ڈھونڈتے ہیں کہ وہ ان کے بچوں کو نماز کا ترجمہ سکھا دیں جن کو خیال آتا ہے وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جی ہمارے پاس نماز سکھانے کا کوئی انتظام نہیں ہے اس لئے ایک مربی بھیجا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نماز سکھانا اور پڑھانا مربیوں کا کام ہے حالانکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ یہ والدین کا کام ہے۔ گھر سے شروع کرو اور پھر مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کو قائم کر کے دکھاؤ۔ یہ عجیب سوال ہوتا ہے کہ بچوں کو نماز سکھانے کے لئے مربی کو بھجوایا جائے۔ میں حیرت سے دیکھتا ہوں کہ اگر تمہیں خود نماز نہیں آتی تو پہلے اپنی فکر کرو۔ بچوں کی بات کیوں کرتے ہو پہلے تو خود نماز سیکھو۔ اور اگر خود نماز آتی ہے تو مربی کا کیا انتظار کرتے ہو خود سکھاؤ اپنے بچوں کو نماز۔ انسانی تخلیق کا جو اولین مقصد ہے اس سے کیوں محروم رہ رہے ہو اور کیوں انتظار کر رہے ہو کہ کوئی آئے گا تو ہمیں سکھا دے گا۔ اتنے مربی نہ جماعت کے پاس ہیں نہ یہ ممکن ہے کہ مربی دوسرے سارے کام چھوڑ دیں اور اگر وہ دوسرے سارے کام چھوڑ بھی دیں اور صرف نماز سکھانے ہی کا کام کریں تب بھی پورے نہیں ہوں گے۔ قرآن کریم بڑا حکیمانہ کلام ہے۔ وہ اتفاقی بات کرتا ہے خیالی اور فرضی بات نہیں کرتا۔ اس نے یہ ذمہ داری مربی پر نہیں ڈالی بلکہ ہر خاندان کے سربراہ پر ڈالی ہے۔ وہ ہر خاندان کے سربراہ سے کہتا ہے کہ تم نماز سکھانے کی کوشش کرو یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بھی یہی بتایا کہ وہ بڑی خوبیوں کا مالک تھا، وہ اپنی اولاد کو اپنے اہل و عیال کو مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کی طرف توجہ دلاتا رہتا تھا۔

اس وقت جماعت کا سب سے اہم کام

پس جماعت احمدیہ کا اس وقت سب سے اہم کام عبادت کو قائم کرنا ہے۔ صرف ان معنوں میں نہیں کہ ظاہراً کوئی نماز پڑھنی شروع کردے بلکہ اس کے اندر مغز اور روح کو بھی بھرنا ہے اور جب تک بچپن سے نماز کا ترجمہ ساتھ نہ سکھایا جائے اس وقت تک انسان نماز پڑھتے وقت ساتھ کے ساتھ نماز کے معنی اپنے اندر جذب نہیں کر سکتا۔ ہم اپنی زبان میں سوچتے ہیں اور اگر غیر زبان سیکھ بھی لیں تب بھی عملاً ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کر رہے ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ بعد میں بہت مہارت پیدا ہو جائے ورنہ شروع میں ہر انسان جو غیر زبان سیکھتا ہے وہ بولتے ہوئے بھی سنتے ہوئے بھی ساتھ ساتھ تیزی سے اس کا ترجمہ کر رہا ہوتا ہے۔ انسانی کمپیوٹر خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ بعض دفعہ محسوس نہیں ہوتا مگر عملاً یہی ہو رہا ہوتا ہے۔ غیر زبان میں براہ راست خود سوچنا یہ بہت مہارت کے بعد آتا ہے۔ اسی لئے نماز پڑھنے والوں کی بھی کئی قسمیں اس پہلو سے بن جاتی ہیں۔ نماز پڑھنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو نماز کا ترجمہ آتا ہی نہیں۔ جب ان کو ترجمہ ہی نہیں آتا تو وہ سوچیں گے کیا بیچارے، پھر کچھ وہ ہیں جن کو ترجمہ آتا ہے لیکن جب تک پہلے عربی الفاظ پڑھ کر پھر ساتھ ہی ان کا ظاہراً ترجمہ نہ کریں، پوری بات کو دماغ میں نہ دھرائیں اس وقت تک ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور جن کو نماز آتی ہے ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو بغیر محسوس کئے نماز پڑھتے ہیں انہیں یہ خیال ہی نہیں آتا کہ میں نے جو نماز پڑھی ہے اس کا ترجمہ میں نے محسوس کیا ہے کہ نہیں۔ وہ نماز پڑھتے نہیں بس اس میں سے گزر جاتے ہیں۔ پھر کچھ اور ہیں جن کو مہارت ہو جاتی ہے ان کے اندر ساتھ کے ساتھ ترجمہ خود بخود جذب ہونے لگ جاتا ہے لیکن ان کی توجہ بکھر جاتی ہے۔ بار بار توجہ بکھرنے کی وجہ سے نماز میں بہت سے حصے خلا کے رہ جاتے ہیں۔ یہ ساری باتیں کسل

کی حالت کو ظاہر کرتی ہیں ۔ نسل کی یہ حالت نماز کی کوالٹی (کیفیت) پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے ۔ اس لئے اگر سو فیصدی بھی ایک جماعت نمازی ہو جائے اور پانچ وقت کی نمازی ہو جائے بلکہ تہجد بھی پڑھنا شروع کر دے تب بھی ہم ظاہری نظر سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز قائم ہو گئی ہے کیونکہ اور بہت سے مراحل ہیں جن کی تکمیل ضروری ہے لیکن آغاز بہرحال ترجمہ سے ہو گا یعنی نماز کے اندر مغز پیدا کرنے کے لئے ہم ترجمہ پہلے سکھائیں گے جبھی دیگر امور کی طرف متوجہ ہو سکیں گے ۔

ترجمہ سکھانے کے لئے باہر کی دنیا میں اور بھی بہت سے ذرائع موجود ہیں مثلاً ویڈیو عام ہے اسی طرح آڈیو کیسٹس ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو ترجمہ سکھانے کے لئے ماں باپ کا ذاتی تعلق اور دلچسپی ضروری ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ویڈیو کے اوپر آپ فلم بنا دیں اور ہم اپنے بچوں کو پکڑا دیں گے اور بے فکر ہو جائیں گے کہ ان کو نماز آنی شروع ہو گئی ہے ۔ یہ درست نہیں ۔ عبادت کا تعلق محبت سے ہے اور محض رسمی طور پر ترجمہ سکھانے کے نتیجہ میں کسی کو عبادت نہیں آئے گی ۔ وہ ماں باپ جن کو نماز سے پیار ہو جن کا دل عبادت میں ہو جب وہ بچے سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے اسے ترجمہ سکھاتے ہیں تو بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھ رہا ہوتا ہے ، ان کے دل کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے ، ان کے جذبات سے اس کے اندر بھی ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہوتا ہے ۔ اگر وہ نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہو گا ۔ چنانچہ قادیان کے زمانے میں مجھے یاد ہے کہ بہت سے نیک لوگ اس طرح ماؤں کی گود میں نیک بنے ۔ ماؤں نے ان کو بڑے پیار اور محبت سے نمازیں سکھائیں اور ہمیشہ کے لئے ان کی یادیں ان کے دلوں میں ڈوب گئیں اور رچ گئیں ان کے خون میں بہنے لگیں ۔ ان کے لئے نماز فطرت ثانیہ بن چکی ہے ۔ کجا وہ نمازیں جو اس طرح سیکھی گئی ہوں اور کجا وہ نمازیں جو ویڈیو پر آرام سے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ۔ اور پھر یہ بھی خیال آ رہا ہوتا ہے کہ یہ ختم ہو اور ہم اپنی دلچسپی کا فلاں پروگرام دیکھیں ، فلاں ڈرامہ شروع کر دیں ، فلاں کھیل دیکھنے لگ جائیں ۔ دونوں چیزوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ اس لئے محض فرضی باتوں کے اوپر اپنے آپ کو خوش نہ کریں ۔ ہر احمدی کو خود نماز کے معاملے میں کام کرنا پڑے گا ، محنت کرنی پڑے گی ، اپنے نفس کو شامل کرنا پڑے گا ، اپنے سارے وجود کو اس میں داخل کرنا پڑے گا تب وہ نسلیں پیدا ہوں گی جو خدا کے لئے نمازی نسلیں ہوں گی ۔

سب سے اہم سوال

پس آئندہ نسلوں کے اعتبار سے دیکھیں تو تب بھی جیسا کہ میں نے آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی تھی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ ہر جان کو خدا متنبہ کر رہا ہے کہ تم نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے ۔ حدیث نبوی جو میں نے سنائی تھی اس کا مضمون بھی اسی آیت سے تعلق رکھتا ہے ۔ جب ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قیامت کی پوچھ رہے ہو لیکن اس کے لئے تیاری کیا کی ہے ؟ اپنے نفس کو تیار پاتے بھی ہو ۔ پس آج بھی یہی سوال ہے جو سب سے اہم سوال ہے کہ تم نے آنے والے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے ۔ کن اولادوں کو آگے بھیجو گے ۔ کیا وہ خدا کی عبادت گزار نسلیں ہوں گی یا عبادت سے غافل نسلیں ہوں گی ۔ نئے آنے والے مہمانوں کے لئے جو جوق درجوق احمدیت میں داخل ہوں گے تم نے کیا تیاری کی ہے ؟ اگر وہ بے نمازی ماحول میں داخل ہوں گے تو وہ بھی بے نمازی بن جائیں گے ۔ اگر ایسے نمازیوں میں داخل ہوں گے جو کھوکھلی نمازیں پڑھنے والے ہیں اور ریاکار ہیں تو وہ بھی کھوکھلی نمازیں پڑھیں گے اور ریاکار بن جائیں گے ۔ اس لئے ایسے نمازی پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خاشعون ہوں ۔ اور اگر آپ خاشعون نہیں بنیں گے تو پھر نمازیں ہمیشہ آپ پر بھاری رہیں گی اور آپ وہ بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے ۔ آج نہیں تو کل وہ بوجھ گر جائے گا ۔ آپ نہیں تو آپ کی اگلی نسل اس بوجھ کو پھینک دے گی ۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو گہرا کیا جائے اس میں خشوع پیدا کیا جائے ۔ لیکن بہرحال جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ تو ابھی بہت بعد کی منازل ہیں ۔ ایک لحاظ سے یہ پہلی منزل بھی ہے کیونکہ جب خشوع کے حالات پیدا ہو جائیں تو پھر نمازیں آسان ہونے لگ جاتی ہیں ۔ اور بعد کی منزل یہ اس لحاظ سے ہے کہ آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے تو ان کو خشوع کے مقام تک پہنچانے کے لئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی ۔ آپ کو ذاتی تعلق رکھنا پڑے گا ، ذاتی قابلیتوں کو استعمال کرنا پڑے گا تب جا کر آپ کی آئندہ آنے والی نسلیں سچی نمازی بن سکیں گے ۔

افریقہ کی سادگی میں پایا جانے والا حسن

پھر افریقہ میں یا دوسرے ممالک میں .... بہت سے فرقی

بنانے پڑیں گے۔ جو پہلے احمدی ہو چکے ہیں اور جن کی پہلے تربیت ہو چکی ہے آپ ان کو اپنی مدد کے لئے استعمال کریں۔ افریقہ کے مزاج کی سادگی جو ہے اس کے اندر ایک خاص حسن پایا جاتا ہے۔ بہت سی دوسری قومیں آج کی مصنوعی زندگی کے نتیجہ میں اس حسن سے عاری ہو چکی ہیں۔ لیکن افریقہ کی سادگی میں یہ حسن ہے کہ جب وہ بات مانتے ہیں تو پھر پوری اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ مانتے ہیں اور پھر پوری طرح سے تعاون بھی کرتے ہیں۔ اس قوم میں یہ بہت ہی پیاری سادگی ہے۔ اس سے ہمارے مربیاں استفادہ کریں۔ اگر وہ ان کو سمجھائیں اور سکھلائیں تو اپنے افریقن مزاج کی وجہ سے وہ بڑے پر جوش معلم بنتے ہیں۔ پھر افریقن لوگوں میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ پھر وہ اچھی بات کو دَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ دَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے مطابق دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ایک دفعہ پہنچا کر چپ نہیں ہو جاتا۔ جب اس کو اچھی بات سکھا دیں تو پھر کہتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ان میں جہاں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہیں وہاں بعض قوتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان قوتوں کی طرف بھی متوجہ فرماتا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھاؤ کوئی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کمزوریوں کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے کچھ نو قیتیں کچھ قوتیں نہ رکھ دی ہوں جو کمزوریوں سے مقابلے کے لئے آپ کو نئی طاقتیں عطا کر سکتی ہیں۔ پس میرا آج کا خطبہ صرف اسی موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔

ذیلی تنظیموں کی ذمہ داری

جب میں نے جماعت کو تنبیہ کی تو خصوصیت سے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ، یہ تینوں تنظیمیں میرے سامنے تھیں۔ جماعت احمدیہ کے اصل بنیادی نظام کا ڈھانچہ تو صدارت یا امارت کا نظام ہے لیکن اس قسم کے کاموں میں جہاں WAR . FOOTING (جنگی بنیادوں) پر کام کرنے ہوتے ہیں وہاں تقسیم کار کے اصول پر کاربند ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی قوم ایک عظیم جنگ میں مصروف ہو جائے تو اگر کاموں کو تنظیموں کے اندر بانٹ دیا جائے تو وہ کام زیادہ عمدگی کے ساتھ زیادہ تفصیل کے ساتھ نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے جماعتوں کی ان تین ذیلی تنظیموں سے میں خصوصیت کے ساتھ مخاطب ہوں کہ یہ اپنے اپنے دائرے میں بہت محنت اور کوشش کریں۔ ماؤں پر بہنوں پر بھائیوں پر یعنی خاندان کے اندر والدین پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس لئے کہ وہ آخری صورت میں

تعلق رکھتا ہے اس لئے جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ نماز کے قیام کا آخری کارخانہ خاندان ہی ہوگا اس کارخانے تک پہنچنے کے لئے اسے بیدار کرنے کے لئے اسے حرکت دینے کے لئے جماعت کی مختلف تنظیمیں قائم ہیں۔ پس لجنہ عورتوں کو تو متوجہ کرے اور آخری نظر اس بات پر رکھے کہ اہل خانہ کے اندر نماز قائم کرنے کی ذمہ داری خود اہل خانہ کی ہے۔ لجنہ عورتوں سے کہے کہ آپ ہم سے سیکھیں اور پھر اپنے بچوں کو سکھائیں، اپنے خاوندوں کو اپنے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں کو بار بار پانچ وقت نماز کی طرف متوجہ کرتی رہیں۔ جو مرد یا بچے نماز کے وقت گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں .... عورتیں ان کو اٹھائیں کہ تم نماز پڑھنے جاؤ، نماز پڑھ کر واپس آؤ پھر آرام سے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اسی طرح بچوں کو بھی نماز کے لئے تیار کریں اور گھر کی بیٹیوں پر نظر رکھیں کہ وہ نماز ادا کر رہی ہیں۔ والدین میں سے باپ کی اوّل ذمہ داری ہے مگر بیٹیوں کے معاملہ میں باپ کے اوپر کچھ مشکلات بھی ہوتی ہیں اس کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس نے کب نماز پڑھنی ہے کب نہیں پڑھنی اس لئے وہاں جب تک ماں مدد نہ کرے اس وقت تک باپ پوری طرح اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا۔ اور بھی بہت سے مسائل ہیں نماز سے تعلق رکھنے والے جو ماں سکھا سکتی ہے۔ اس لئے جہاں تک لجنہ کا تعلق ہے وہ عورتوں کو سنبھالیں اور بچیوں کو سنبھالیں اور گھر کے اندر ان کو طریقے بتائیں کہ اس طرح تم نے اپنے گھروں میں نماز کو قائم کرنا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ لجنہ نماز کی تلقین شروع کر دے بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لجنہ گھروں میں نماز قائم کرنے کے طریقے سمجھائے اور مستورات کو یہ بتائے کہ تم نے نماز کے قیام کے سلسلہ میں سوسائٹی کی کیا مدد کرنی ہے۔ اور پھر لجنہ یہ رپورٹیں لے کہ عورتیں کس حد تک نماز کو اپنے گھروں میں قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہیں یہ ذمہ داری ہے جو میں لجنہ پر ڈال رہا ہوں۔

اسی طرح خدام نوجوانوں کو صرف یہ تلقین نہ کریں کہ تم نماز میں آؤ بلکہ یہ تلقین کریں کہ تم خود بھی آؤ اور اپنے بھائیوں کو بھی نماز پر قائم کرو اور اپنے والدین کو بھی نماز پر قائم کرنے کی کوشش کرو کیونکہ بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچے تو نماز کے پابند ہیں لیکن بڑے خود نماز کی ادائیگی میں غفلت برت رہے ہیں۔ بعض نوجوان بچے مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمیں بہت تکلیف ہے، ہمارے والد صاحب نماز نہیں پڑھتے، ہم بہت سمجھاتے ہیں لیکن وہ توجہ نہیں دیتے ان کو نماز کی عادت

سے مجھے خط لکھا، میں نے اس کی خواہش کے مطابق اس کے والد کو خط لکھا اور پھر مجھے وہاں کی امارت کی طرف سے اطلاع ملی کہ اس خط نے اثر دکھایا ہے اور خدا کے فضل سے اُس نے نماز شروع کر دی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اگر ایسے نوجوان اپنے والدین کو نماز کا پابند بنانے کے لئے بیقرار ہوں تو وہ بھی بڑا کام کر سکتے ہیں اس کے ساتھ اگر وہ دعا بھی مانگیں گے تو اس سے بہت غیر معمولی فائدہ پہنچے گا۔ دوسروں کو دعاؤں کی تحریک کریں گے تو اس طرح بھی خدا کے فضل سے فائدہ پہنچے گا۔

انصار کو یہ توجہ دلانی چاہیئے اپنے ممبران کو، کہ تم اس عمر میں داخل ہو گئے ہو جس میں جواب دہی کے قریب تر جا رہے ہو۔ ویسے تو ہر شخص ایک لحاظ سے ہر وقت ہی جواب دہی کے قریب رہتا ہے لیکن انصار بحیثیت جماعت کے اپنی جواب دہی میں قریب تر ہیں۔ اور جو وقت پہلے گزر چکا ہے اس میں اگر کچھ خلا رہ گئے ہیں وہ ان کو بھی پورا کرنا شروع کریں، اس طرح ان کا کام اور ذمہ داری دوہری ہو جاتی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ موجودہ وقت کی ذمہ داریاں بھی پوری کریں اور گزشتہ گزرے ہوئے وقت کے خلا بھی پورے کریں۔ انصار اپنے ساتھیوں کو بتا بتا کہ اس طرح بیدار کریں کہ ان کو اپنی فکر پیدا ہو۔ وہ انہیں بتائیں کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کی آیت تم پر سب سے زیادہ اطلاق پاتی ہے تمہیں کل کے لئے فکر کرنی چاہیئے، کہ تم نے کیا آگے بھیجا ہے۔ وہاں غد کا معنیٰ روزِ قیامت بن جائے گا۔ سوال و جواب اور محشر کا وقت بن جائے گا، اس لئے ان کو بیدار کریں جگائیں اور کہیں کہ اگر تم اپنے گھروں میں نماز قائم کئے بغیر آنکھیں بند کر گئے تو کتنا حسرتناک انجام ہوگا، بے نمازی نسلیں جو اپنے مقصد سے عاری ہیں جن کو خدا نے پیدا تو کسی اَور غرض سے کیا تھا اور وہ کسی اَور طرف رخ اختیار کر چکی ہیں وہ پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہو تمہارے ہاتھ بالکل خالی ہیں، وہاں پیش کرنے کے لئے تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہا، خدا کو کیا جواب دو گے کہ جو امانت اس نے تمہارے سپرد کی تھی تم نے ان کو کیسے کیا بنا ڈالا، کیسے حال میں انہیں پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔ اس رنگ میں انہیں بیدار کریں، خاص تعہد کے ساتھ۔ اپنا پروگرام ایسا بنائیں کہ پھر ان کو سونے نہ دیں۔

معین پروگرام کی اہمیت

تنظیمیں نسبتاً زیادہ بیدار رہ سکتی ہیں اگر وہ ایک معین پروگرام بنا لیں کہ ہر ہفتے یا ہر مہینے میں ایک دفعہ خاص نماز کے موضوع پر غور کرنے کے لئے اکٹھے مل کر بیٹھا کریں گے، ہمیشہ کے لئے مجلس عاملہ کا ایک اجلاس مقرر ہو جائے جس کا موضوع سوائے نماز کے کچھ نہ ہو۔ اس دن لجنہ بھی نماز پر غور کر رہی ہو۔ خدام بھی نماز پر غور کر رہے ہوں، انصار بھی نماز پر غور کر رہے ہوں۔ سب اپنی اپنی جگہ ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ کر لیں کہ اب ہم نے ہر مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس موضوع پر بیٹھ کر غور کرنا ہے۔ جہاں حالات ایسے ہیں کہ ہر مہینے اکٹھے نہ ہو سکتے ہوں۔ وہاں دو مہینے میں ایک اجلاس مقرر کر لیں، تین مہینے میں مقرر کر لیں مگر جب مقرر کر لیں پھر اس پر قائم رہیں، اس پر صبر دکھائیں۔ ہر دفعہ جائزہ لیا کریں کہ ہمیں اس عرصہ میں کتنا فائدہ پہنچا ہے، اس عرصے میں کتنے نئے نمازی بنے، کتنوں کی نمازوں کی حالت ہم نے درست کی، کتنوں کو نماز میں لطف حاصل کرنے کے ذرائع بتائے اور ان کی مدد کی۔ اور بہت سے پہلو ہیں وہ ان سب پہلوؤں پر غور کیا کریں اور ہر دفعہ اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کچھ مزید حاصل کر سکے ہیں یا نہیں۔ اگر اس جہت سے اس طریق پر وہ کام شروع کریں گے تو اُمید ہے کہ ہم بہت تیزی کے ساتھ اپنے اس مقصد کی طرف بڑھ رہے ہوں گے جس کی خاطر ہمیں پیدا کیا گیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جب ہم مقصد کی طرف بڑھ جائیں اور جب ہم مقصد کو حاصل کر رہے ہوں تو پھر فتح ایک ثانوی چیز بن جاتی ہے۔ عددی اکثریت کے نصرت اور ظفر کے جو خواب آپ اب دیکھ رہے ہیں اس سے بڑھ کر یہ خواب آپ کے حق میں آپ کی ذاتوں میں پورے ہو چکے ہوں گے۔ پھر یہ خدا کا کام ہوگا کہ آپ کی حفاظت فرمائے، پھر یہ خدا کا کام ہوگا کہ اُس دن کو قریب تر لائے جو ظاہری فتح کا دن بھی ہوا کرتا ہے۔ جنگِ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تو واسطہ دیا تھا اپنے رب کو کہ اے خدا یہ تھوڑی سی جماعت میں نے تیار کی تیری عبادت کرنے والوں کی، یہ میری ساری محنتوں کا پھل ہے اور تو کہتا ہے کہ کائنات کا پھل ہے، اگر آج یہ لوگ مارے گئے تو پھر تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کبھی کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ اس قسم کے عبادت کرنے والے آپ بن جائیں تو اللہ کے اس پاک رسول کی دعائیں آپ کو بھی پہنچ رہی ہوں گی وہ خدا کا رسول اس لحاظ سے آج بھی زندہ ہے آج بھی وہ دعائیں آپ کے حق میں خدا کو یہ واسطہ دے گی کہ اے خدا اگر یہ تیرے عبادت گزار بندے ہلاک ہو گئے یا ناکام مر گئے تو پھر کبھی دنیا میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ اُن کو وہ فتح اور ظفر کا دن نصیب نہ ہو۔

اطراف و جوانب

منظر اور پس منظر

"ہوش رُبا انکشافات"

روزنامہ" نوائے وقت" لاہور کپاس کی بیرون ملک فروخت میں ایک ارب چالیس کروڑ روپے کے نقصان پر منتج ہونے والی بدعنوانی پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک ادارتی نوٹ میں رقمطراز ہے ۔

" کپاس کی بیرون ملک فروخت کا جائزہ لینے والی کاٹن کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ پچیس لاکھ گانٹھ کپاس کم قیمت پر فروخت کرنے سے حکومت کو زرمبادلہ کی شکل میں ایک ارب چالیس کروڑ روپے کا نقصان ہوا جس کی ذمہ داری وزارت تجارت اور کپاس کی برآمدی کارپوریشن پر عائد ہوتی ہے ۔ ہمارے ہاں بدعنوانی کا عنصر جس وسیع پیمانہ پر زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو چکا ہے اس کا مظاہرہ مختلف صورتوں میں روز مرہ کا معمول ہے ۔ بدقسمتی سے سرکاری اداروں میں اس کا چلن کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے ۔ ماضی میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے ملازمین ملک کے سیاہ سفید کے مالک بنے رہے ہیں ۔ اس لئے انہوں نے اختیارات سے تجاوز ، قومی فنڈز میں خُرد بُرد اور تجارت و کاروبار میں بدعنوانی کو بھی اپنے فرائض منصبی کا حصہ سمجھ کر خوب ہاتھ رنگے ہیں ۔ موجودہ سول حکومت نے بدعنوانی کے خاتمہ کو اپنے پروگرام میں خاص اہمیت دی ہے اس لئے مختلف محکموں اور اداروں کے معاملات کی چھان بین کا سلسلہ جاری ہے اور ہوش رُبا انکشافات ہو رہے ہیں ۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں بدعنوانی پر قابو پانے کے لئے جن ہمہ جہت اقدامات کی ضرورت ہے ان کی تفصیلات تو ابھی منظر عام پر نہیں آئیں تاہم ان اداروں میں بدعنوانیوں کے جن واقعات کا انکشاف ہوا ہے اس سے تحریک استقلال کے رہنما ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خاں کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ بیورو کریسی سالانہ ستر ارب روپے ناجائز طریقوں سے ہضم کر جاتی ہے ۔ بدعنوانی کے اس وسیع پیمانہ پر پھیلاؤ سے معاشرہ نظم و ضبط کے فقدان ، طبقاتی کشمکش اور لاقانونیت ایسی بُرائیوں کی لپیٹ میں آ چکا ہے اور ملکی وسائل کا بیشتر حصہ ایک طبقہ کی بے ضابطگیوں کی نذر ہو چکا ہے ۔ کپاس کی برآمدی کارپوریشن کے ارکان نے یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں کپاس کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں پرانے نرخوں پر سودے کر کے اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کیا بلکہ عین ممکن ہے کہ بعض شہر رشتہ ۔ ناقل) نشینوں نے اندر خانہ اپنا کمیشن بھی کھرا کیا ہو کیونکہ ہمارے اعلیٰ افسران اتنے سیدھے سادے بھی نہیں کہ وہ بین الاقوامی مارکیٹ کے اُتار چڑھاؤ سے واقف ہونے کے باوجود روئی کی پچیس لاکھ گانٹھیں کم نرخوں پر فروخت کرنے کا شوق پورا کریں ۔ کاٹن کمیٹی نے اپنی سفارشات وزیر اعظم کو پیش کر دی ہیں اس لئے امید کرنی چاہیئے کہ وزیر اعظم اپنے اعلانات کے مطابق اس ادارے میں بدعنوانی کے مکمل خاتمہ کے لئے ذمہ دار افراد کے خلاف سخت کارروائی کا حکم جاری کرنے میں تاخیر نہیں کریں گے ۔"

(روزنامہ" نوائے وقت" لاہور ۳؍دسمبر ۱۹۸۶ء صـــ۳)

۵۱ ارب کا انکم ٹیکس چھپا لیا

" لاہور (نیوز ڈیسک) وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ڈاکٹر محبوب الحق نے گزشتہ روز قومی اسمبلی کو بتایا کہ ٹیکس کمیشن رپورٹ کے مطابق ہر سال ۵۱ سو کروڑ روپے کا انکم ٹیکس چوری کر لیا جاتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس جمع کرنے کی مشینری ، عملہ کی ناتجربہ کاری اور نااہلی کی وجہ سے ٹیکس چوری ہوتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اس سال ملک بھر میں ۱۹۰۰ کروڑ روپے کے قابل ٹیکس ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ ٹیکس کمیشن رپورٹ کے مطابق قابل ٹیکس آمدنی سات ہزار کروڑ ہونی چاہیئے اس طرح ۵۱۰۰ کروڑ کی قابل ٹیکس آمدنی چھپا لی گئی ہے ۔"

(روزنامہ" جنگ" لاہور ۳؍دسمبر ۱۹۸۶ء صـــ۹)

"اشرفیاں لُٹیں اور کوئلوں پر مہر"

روزنامہ نوائے وقت لاہور میں" سرِ راہے" کے کالم نویس ایک ایسی صورتِ حال پر جس پر بقول ان کے" اشرفیاں لُٹیں اور کوئلوں پر مہر" کی

مثل صادق آتی ہے تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"پتہ نہیں محکمہ خوراک کو کیا سوجھی کہ اس نے مقبلہ آٹے کی قیمت میں یک لخت بارہ روپے کا اضافہ کر کے غریب غرباء کے لئے سوچنے کا موقع فراہم کر دیا ہے کہ محکمہ کا خود غرض عنصر خود تو خوراک کے معاملے میں جلیبے چاہیئے" اندر خانے ہنٹے" مار تارہے اور چند اہل حرص و ہوس کی چابک دستیوں کے صدقے میں پورا محکمہ بدنام ہوتا رہے لیکن غریبوں تک آٹا دو روپے سیر کے لگ بھگ قیمت پر ہی پہنچ سکے! غریب طبقہ میں یہ بات تو مدت سے مشہور تھی کہ "مفلسی میں آٹا گیلا" لیکن وہ افلاس گیلے آٹے سے بھی سمجھوتہ کر لیتا تھا۔ اب جو "مفلسی میں آٹا مہنگا" کا سامنا ہوا ہے تو غریب کی قوت خرید محکمہ کے لئے بددعا کے سوا اور کیا کر سکتی ہے۔ محکمہ والوں نے شاید فارسی نہیں پڑھی ورنہ اس شعر کا ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہرِ استقبال می آید

کچھ نہ کچھ اثر محکمہ والوں پر ضرور ہوتا

اس غریب آزار اور مہنگائی کے ساتھ ساتھ ہمارے قارئین کرام جب داؤد پوتہ کی طرف سے جاری کردہ یہ خبر پڑھیں گے کہ سستے ایندھن کی وجہ سے پاک فضائیہ کے تین قیمتی طیارے میراج تباہ ہو چکے ہیں تو وہ اس کے سوا کیا سوچ سکیں گے کہ "اشرفیاں لٹیں اور کوئلوں پر مہر"۔ میراج طیارے کی قیمت کچھ عرصہ پہلے تیس کروڑ روپے تک بتائی گئی تھی۔ اس طرح یہ نقصان کوئی معمولی نقصان نہیں ہے۔ یہ خبر غریب لوگوں تک پہنچے گی تو ان کے قلب و ذہن پر کیا اثر ہوگا؟ یہ کس کے سوچنے کی بات ہے؟"

(نوائے وقت ۳ر دسمبر ۱۹۸۶ء صـ۳)

اشیاء خوردنی اور ادویہ میں ملاوٹ

اشیاء خوردنی اور ادویہ میں جس وسیع پیمانہ پر ملاوٹ کی جاتی ہے اور اس کے جو خطرناک نتائج برآمد ہو رہے ہیں اُس پر تبصرہ کرتے ہوئے انگریزی روزنامہ "ڈان" اپنے اداریتی کالموں میں رقم طراز ہے:۔

"خوراک اور ادویہ میں بلا روک ٹوک ملاوٹ غالباً برصغیر کی ایک مخصوص خرابی ہے۔ ملاوٹ کا دھندا اس قدر وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے کہ اگر بازار میں فروخت ہونے والی خوردنی اشیاء اور ادویہ کوئی سے بھی چند نمونے چھانٹے بغیر اٹکل پچو حاصل کر لئے جائیں تو ملاوٹ کی خوفناک مثالوں کا منظر عام پر آنا یقینی ہے یہ امر تو ہے ہی مسلّم کہ بازاروں میں اکثر و بیشتر معیار سے گری ہوئی خوردنی اشیاء اور ادویہ دستیاب ہوتی ہیں اس پر مستزاد یہ کہ گاہے گاہے ناقص اور نقلی خوردنی اشیاء اور ادویہ کی فروخت سے متعلق دل ہلا دینے والے انکشافات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ابھی چند روز پہلے کی بات ہے کہ نواب شاہ میں پولیس نے چائے کی ایک فیکٹری پر چھاپہ مارا وہاں سیمنٹ گھاس سوڈا اور مختلف رنگوں سے چائے کی مصنوعی پتی تیار کی جا رہی تھی۔ جو بات اور بھی زیادہ خوف زدہ کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ چائے کی یہ مصنوعی پتی کراچی اور دوسرے شہروں کی مارکیٹوں کو کینیا کی ایک مشہور و معروف چائے کے پیکٹوں میں مہیا کی جا رہی تھی۔ اب نہ معلوم نوٹس میں آنے سے قبل کتنے لمبے عرصہ سے یہ زہر بازاروں میں فروخت ہو رہا تھا اور کتنی مقدار میں فروخت ہو چکا تھا۔ ایک مہذب معاشرہ میں اس انکشاف پر پہلا اقدام یہ کیا جاتا کہ مارکیٹ سے اس مشکوک برانڈ کی چائے کو تلاش کر کر کے اسے ضبط کر لیا جاتا اور مارکیٹ سے فوری طور پر اٹھوا لیا جاتا۔ لیکن ایسے کسی اقدام کے بارہ میں تاحال کوئی حکم صادر نہیں ہوا ہے ہمارے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم خوراک میں ملاوٹ کے اس واقعہ پر ماتم کریں اور اس بلا روک ٹوک مجرمانہ سرگرمی پر اپنے غم و غصہ اور خوف و ہراس کا اظہار کریں۔

گزشتہ سالوں میں ایسے ادوار بھی آتے رہے ہیں کہ جب وقتی طور پر خوراک اور ادویہ میں ملاوٹ کے خلاف اکّا دکّا مہمیں چلائی گئیں اور اس قسم کے معاشرتی جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات بھی تجویز کئے گئے لیکن اس کے باوجود ہر قسم کی ملاوٹ ہنوز اس درجہ عام ہوتی چلی گئی کہ گزشتہ جون میں خود وزیر اعظم محمد خان جونیجو کو قومی اسمبلی میں یہ وعدہ کرنا پڑا کہ مٹی کے تیل اور ڈیزل میں ملاوٹ کو روکنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔ خوراک اور ادویہ میں ملاوٹ تو بدرجہا زیادہ بلکہ بے انداز حد تک مضرت رساں اور نقصان دہ ہے۔ اس سال کے اوائل میں کراچی میں کھلے بناسپتی گھی کے ۸۰ نمونے لئے گئے ان میں سے ۸۶ نمونوں میں مضرِ صحت چربی اور تیل وغیرہ کی ملاوٹ پائی گئی خوراک میں زہر باد کے اثر سے درجنوں بچوں کے متاثر ہونے کے واقعات بھی ہوتے رہے ہیں۔ نقلی مشروبات اور نقلی ادویہ تیار کرنے والی فیکٹریوں کا بھی آئے دن پتہ لگتا رہتا ہے۔ ظاہر و باہر کہ ہر قسم کی ملاوٹ کے سدباب کے لئے خوراک اور ادویہ سازی سے متعلق

ލީބިޔާ

[illegible]

[illegible]

جواب دیا "اس لئے کہ اگر مسلمانوں کو پاکستان مل بھی گیا تو بھی وہ اسے ہندوؤں کے ہاتھ بیچ دیں گے"..... اب جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ ابوالکلام نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہماری قوم میں بہادری اور قربانی کے جوہر کچھ کم نہیں لیکن اس کی تاریخ غداری سے بھری ہوئی ہے ..... اور پھر یہ بکنا ایک فرد کا نہیں ہوتا بلکہ ہزاروں بکتے ہیں۔ اگرچہ خفیہ طور پر، اور پھر وہ دشمن کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں، اپنوں کو باہم لڑاتے ہیں اور بالآخر ملک کو دشمن کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ مسلمان جس کی منزل آخرت ہے۔ جسے بتایا گیا ہے کہ یہ دنیا مُردار ہے اور اس کا طالب کُتا۔ جسے تعلیم دی گئی کہ بنی آدم ایک اُمت ہیں وطن، رنگ، نسل کچھ شئے نہیں۔ جسے خدائے واحد کے جھنڈے تلے جمع ہونے کا حکم دیا گیا۔ جسے دنیا بھر میں ایک قوم بنا کر رکھنے کے لئے سب کو ایک مرکز، خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کا حکم دیا گیا آج اس مسلمان کو کن ذلیل باتوں کو اپنانے کے لئے کہا جا رہا ہے ...... اسلام کا عادلانہ اور مساویانہ نظام نہیں آسکا بلکہ اس کو پوری بد دیانتی سے دُور رکھنے کی کوشش کی گئی ہے ہم نے خدا سے دھوکا کیا ہے۔ اس کا صرف نام لیا ہے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا۔ اس کی مخلوق سے محبت نہیں کی بلکہ اسے حقیر جانا ہے۔ عیش و عشرت کی زندگی گذار کر اور چند لمحوں کے لئے اس کے آگے ماتھا رگڑ کر اسے خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے قرآن کو نہیں دیکھا جس میں جزاء کو عمل سے پیوست کیا گیا ہے۔ وہ عادل و قاہر خدا صرف عمل کو دیکھتا ہے..... مگر افسوس کوئی انہیں روکنے والا نہیں بلکہ سب چٹخارے لے لے کر اس زہر کو ہر جگہ پھیلا رہے ہیں..... کوئی ہے جو اس طوفان کو بڑھنے سے روکے؟"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲ نومبر ۱۹۸۶ء صہ ۳ کالم نمبر ۴، ۵، ۶)

بدعملی و بدکرداری کے اس سیلاب کے لئے بند اور معاشرتی و اخلاقی بگاڑ کے لئے معالج کی ضرورت کا جوشدت سے احساس ہے اس سے رہزنوں کو رہبر بنانے کی خام امیدوں کا جال بچھ گیا، بعض نے یہ کہا کہ انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے اور سخت ترین تعزیری اقدامات اصلاح کا موجب ہوں گے بعض نے مذہبی رہنماؤں سے امید وابستہ کی، بعض نے طاقت اور منتخب اداروں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا لیکن ؏ **اے بسا آرزو کہ خاک شدہ**

جناب فضل حق صاحب نے اِس مصرعہ کے ثبوت میں سب سے پہلے تو قرآنی فال لی ہے:

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جُدا جُدا کر لیا اور گروہ گروہ ہو گئے آپ کا (اے رسول) ان سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا۔ جو لوگ بھی

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۶۱۹۸:۔ میں ملک عبدالقادر ولد شیخ محمد الدین صاحب قوم ککے زئی پیشہ پنشنر عمر ۶۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۸/۷۵ عارف جان روڈ لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶-۸-۲۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زرعی اراضی ۹ کنال ۷ مرلہ واقع چھانگا ضلع سیالکوٹ مالیتی ۵۲۵۹۳/۷۵ روپے (۲) پلاٹ برقبہ ۱۰ مرلہ واقع محلہ باب الابواب ربوہ مالیتی مبلغ بیس ہزار روپے (۳) زرعی زمین ۳۴ ایکڑ ۶ کنال ۴ مرلہ واقع جگیال ضلع سیالکوٹ جو کہ دریا برد ہے مالیتی بیس ہزار روپے (۴) ترکہ اہلیہ محترمہ ۴/۱۴ ماشے زیور مالیتی ۹۰۰/- روپے (۵) گھڑی کلائی مالیتی ۷۵۰/- روپے (۶) مکان واقع ڈسکہ ضلع سیالکوٹ جو کہ پانچ بھائی اور ایک بہن کا مشترکہ تھا جو ایک لاکھ روپے میں فروخت کر دیا میرا حصہ ۱۸۱۸۲/- روپے ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۹-۷۵ روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ ۴۴۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ ملک عبدالقادر ولد شیخ محمد الدین ۸/۷۵ عارف جان روڈ ملتان چھاؤنی گواہ شد نمبر ۱:۔ ملک عبداللہ خان وصیت نمبر ۹۲۰۷ گواہ شد نمبر ۲:۔ ملک عبدالرؤف صاحب پسر وصیت کنندہ۔

مسل نمبر ۲۶۱۹۹:۔ میں ڈاکٹر طالب حسین ولد ماسٹر اللہ لوک صاحب قوم چوہان پیشہ طبابت عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سوکن ونڈ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶-۴-۲۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) پختہ مکان دو کمرے اور ایک بیٹھک (۲) تین عدد پختہ دکانیں جس کی بر لب سڑک دو نو آٹھم کی قیمت ۷۵۰۰۰/- روپے (۳) دو پلاٹ آٹھ آٹھ مرلہ کے جو مکان سے کچھ فاصلہ پر ہیں ایک پلاٹ میں ایک کمرہ بنا ہوا ہے مالیتی پچیس ہزار روپے کل جائیداد مالیتی ایک لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۳۲-۹۳ روپے اور ۵۰۰ روپے ماہوار بصورت پنشن اور طبابت مل رہے ہیں اور مبلغ ۱۸۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ ڈاکٹر طالب حسین سوکن ونڈ ڈ۔ا خاص ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر ۱:۔ عبدالمجید ولد احمد علی صاحب جاکھے ڈھنڈسہ ضلع سیالکوٹ ،، ،، ۲:۔ محمد حنیف ولد احمد علی جاکھے ڈھنڈسہ ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۰:۔ میں بشریٰ حمید زوجہ حمید الدین اختر صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹/۳ دارالعلوم غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸۶/۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند -/۲۵۰۰ روپے (۲) طلائی بالیاں نصف تولہ مالیتی -/۱۲۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ:۔ بشریٰ حمید زوجہ حمید الدین اختر صاحب ۹/۳ دارالعلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱:۔ نصیر احمد صاحب ۹/۲۴ دارالعلوم غربی ربوہ گواہ شد نمبر ۲:۔ حمید اللہ صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب ۹/۲۲ دارالعلوم غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۱:۔ میں عزیزہ بیگم زوجہ چوہدری محمد نواز صاحب قوم ساہی پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 1/45B دارالعلوم وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶-۷-۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی بالیاں وزنی ایک تولہ مالیتی -/۲۲۵۰ (۲) حق مہر دو ہزار روپے بذمہ خاوند۔ اس وقت مجھے مبلغ دوصد -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت خورد و نوش مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہونگی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامۃ:۔ عزیزہ بیگم اہلیہ چوہدری محمد نواز صاحب مکان 1/45.B دارالعلوم وسطی ربوہ گواہ شد نمبر ۱:۔ محمد نواز ولد چوہدری

اللہ دتہ خاوند وصیت کنندہ۔ گواہ شد نمبر ۲:۔ ناصر احمد پسر وصیت کنندہ۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۲ :۔ میں رشیدہ دیار زوجہ MODIAR SALEH پیشہ معلمہ عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جاوا انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۵-۱۲-۲۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان مالیتی ۱۸,۰۰۰,۰۰۰ انڈونیشی روپیہ) (۲) طلائی ہار وزنی ۵ گرام ۵۵۰۰۰ (۳) دو عدد طلائی رنگ وزنی ۳ گرام مالیتی ۳۵۰۰۰/- (۴) ایک طلائی لاکٹ ۱/۲ گرام مالیتی ۸۰۰۰ روپے (۵) طلائی بالی ہیرے والی مالیتی ۱۰۰,۰۰۰/- روپے (۶) طلائی انگوٹھی ہیرے والی مالیتی ۵۰,۰۰۰ روپے (۷) حق مہر ۱۱۰,۰۰۰/- روپے بصورت دس گرام سونا ۔ میں اقرار شرعی و قانونی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۶۱,۲۰۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ الامۃ :۔ رشیدہ دیار انڈونیشیا معرفت وکالت مال ثانی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱:۔ حمید احمد سوکا رجو وصیت نمبر ۲۳۷۳۸ گواہ شد نمبر ۲:۔ آر۔ اڈزنگ عباس جاوا انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۳ :۔ میں اونو درماں معراج ولد محمد ایلیا پیشہ پنشنر عمر ۷۵ سال بیعت ۱۹۶۰ء ساکن جابر انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۸۶-۱-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ایک زرعی زمین اور مچھلی کا تالاب برقبہ ۵۰۰ مربع میٹر —— مالیتی ۱,۷۵۰,۰۰۰ روپے (۲) زرعی زمین برقبہ ۲۳۵ مربع میٹر مالیتی

۱۶۵۰۰۰ روپے (۳) مکان زمین برقبہ ۲۷۵ مربع میٹر ——— مالیتی
۷۸۰۰۰۰ روپے (۴) چاول کا کھیت برقبہ ۷۰۰ مربع میٹر مالیتی
۵۰۰،۰۰۰ روپے (۵) زرعی زمین برقبہ ۱۰۰۰ مربع میٹر ——— مالیتی
۷۰،۰۰۰ روپے۔ میں اقرار قانونی و شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث
کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ
حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۷۰۰۰ روپے
ماہوار از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی
۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا
کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی
ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پہ حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست
حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:- ادنو درماں معراج ولد
محمد ایلیا انڈونیشیا معرفت وکالت مال ثانی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱:-
SUHANTA RUJAKGED-ANG S/O LING SOLIHIN
NO6. RT. 03/1 انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲: ———
H. HARIS SAMARTA S/O H. MAKSUDIN
سکہ ملایا انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۴:- میں آر ڈی ہیمر ولد ———
RDH. MUH. IDRIS پیشہ پنشنر عمر ۶۵ سال بیعت ۱۰ نومبر
۱۹۶۵ء ساکن سکہ ملایا انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۱۰-۳-۸۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ
و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت
میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت
درج کر دی گئی ہے۔ مکان برقبہ 884 ISSM مالیتی ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپے
جس میں میرا حصہ ۱/۲ ہے مالیتی ۶۰۰۰۰۰۰۔ میں اقرار قانونی و شرعی کرتا ہوں
کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ
چندہ یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اس وقت مجھے مبلغ
۱۲۸،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی
ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد
کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا
اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور
فرمائی جائے۔ العبد:- آر ڈی ہیمر انڈونیشیا معرفت وکالت مال ثانی
ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱:- ——— MOMON AHMAD BIN
H. SULAEMAN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲: ———
MAMAN LUKMANBIN YUDAWINATA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۶۲۰۵:- میں سیٹی فاطمہ حنیف زوجہ
MARAH HANIF پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۷۴ء

ساکن بنڈونگ انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۱-۱۹۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ACCORD کار ماڈل 1982ء مالیتی -/5,000,000 روپے (۲) COLT 300 ماڈل 1982ء مالیتی 2,000,000 روپے (۳) فرنیچر 10,000,000 روپے (۴) زمین واقع بنڈنگ برقبہ $3000\ M^2$ مالیتی 10,000,000 روپے (۵) ایک ڈائمنڈ رنگ 5 آئی مالیتی 800,000 روپے (۶) ڈائمنڈ رنگ 7 آئی مالیتی 300,000 روپے (۷) ایک ڈائمنڈ رنگ ون آئی مالیتی 800,000 روپے (۸) طلائی بریسلٹ 7 آئی مالیتی 900,000 روپے (۹) حق مہر 550,000۔ میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اس وقت مجھے مبلغ 250,000 روپے ماہوار مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد :- سیتی فاطمہ حنیفہ زوجہ MARAH حنیف صاحب انڈونیشیا معرفت وکالت مال ثانی ربوہ —— گواہ شد نمبر ۱ :- IR. SETIOSOEMITO BIN MOH SMAM —— انڈونیشیا - گواہ شد نمبر ۲ :- R.A. RIZA ADISUDARMA BIN R.A. ADIS UDARMA BANDUNG انڈونیشیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

دین کو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں خواہ وہ ایوان نشین ہوں یا کُوچہ گرد وہ لوگ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ کھو دیتے ہیں۔ قرآن کا یہ فتویٰ سب کے لئے یکساں ہے اور سب کے لئے غور طلب"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور صہ۳ زیرِ عنوان "گاہے گاہے باز خواں")

نیز رشید احمد قدوائی لکھتے ہیں :-

"یہاں اِس حقیقت کا پیشِ نظر رہنا بھی ضروری ہے کہ کوئی مذہبی راہنما پاکستان کو قیادت فراہم نہیں کر سکتا۔ اس کی سب سے بڑی دِقّت اس کا مذہبی مسلک ہوگا"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۴ دسمبر ۱۹۸۶ء صہ۳ زیرِ عنوان "پاکستان کو صحیح قیادت کی ضرورت ہے")

بحث و نظر میں روزنامہ جنگ لاہور ۲۷ نومبر ۱۹۸۶ء صہ۳ زیرِ عنوان "قوانینِ شریعت کی تدوین اور تنفیذ" لکھا ہے :-

"اب پاکستان کے دانشوروں کی طرف سے اِس نظریے کی پھر بڑی رَٹ ہے حالانکہ شریعت کے احکام کی تدوین جس نیّت جس کردار اور جس علم سے ہو سکتی ہے وہ پارلیمان کے چند سَو افراد میں حسبِ ذیل وجوہ سے نہیں پائی جاتی ..... جس منتخب جمہوری ایوان میں سُود کا کاروبار کرنے والے لوگ موجود ہوں، سمگلر ہوں، بلیک مارکیٹنگ ہوں، ہارس ریس کے قمار باز ہوں، محکمہ اِنکم ٹیکس اور کسٹم کے افسروں سے سانٹھ گانٹھ کر کے قومی خزانے سے چوری کرتے ہوں، مجرموں کے سرپرست ہوں، خود اپنی تاریخِ جرائم رکھتے ہوں، خیانت کار افسروں کے بھائی بیٹے ہوں، وڈیروں کے سالے اور داماد ہوں، وزارتوں اور ممبریوں کے زور سے مال بناتے ہوں اور سفارشوں کے زور سے مختلف محکموں کے افسروں کو پبلک کے حق میں ترکِ انصاف پر مجبور کر دیں، ٹھیکیداروں سے کمائی کریں۔ اپنے بچّوں اور عزیزوں اور سیاسی حمائتیوں کو ناجائز فوائد پہنچائیں، علاقائی اور نسلی اور لسانی نعروں پر ووٹ لے کے آئے ہوں۔ ووٹوں کے لئے پیسے بھی خرچ کئے ہوں، جعلی بھگتان بھی کئے ہوں، جھوٹے وعدے اور جوڑ توڑ کئے ہوں، عوام فریب نعرے بلند کئے ہوں، دوسروں کے خلاف غلط الزام لگائے ہوں اور گھٹیا زبان استعمال کی ہو بلکہ غنڈوں کے ذریعہ فائرنگ تک کرا دی ہو۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا یہ امید لگائی جاسکتی ہے کہ اگر ان کو کہیں سے علم فراہم بھی ہو جائے تو ان میں

اتنی خدا خوفی ہوگی کہ قانونِ شریعت کی جزئیات کو طے کرتے ہوئے وہ یہ خیال رکھیں کہ بات وہ طے ہو جو خدا کی رضا اور رسول کی سُنّت سے قریب ترین ہو؟"

باوجود اتنی تگ و دَو اور شورش و یورش کے ہر طبقہ ہر سطح پر ناکام ہو رہا ہے۔ اسلام سے بیزاری بڑھ رہی ہے۔ جتنا اسلامی اقدار کو پیدا کرنے کی سوچ ہے اتنا ہی ان سے برگشتگی کا عالم ہے۔ نوجوان نسل خصوصاً اس سے متأثر ہو رہی ہے۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی محبّت کے ناطے سے ہر گوشہ سے بیک زبان مسلمانوں کے احیائے نَو کی آواز تو بلند ہوتی ہے اور اس کے لئے سارے ادارے بھی کوشاں ہیں لیکن ہر جہت سے ناکامی کا سامنا کیوں ہے اور کوئی تدبیر بھی کارگر نہیں ہو رہی۔ طاقت؛ وسائل اور اکثریتی عوام کے تعاون کے باوجود شکست کا اعتراف اور "یہ بند کون باندھے گا" اور "علاج کون کرے گا" کی فطرتی آواز کِس عظیم الشان وجود کا تقاضا کرتی ہے۔

اے دیدۂ عبرت سُن یہ فطرت کی آواز ہے اور اس پکار کو خدا تعالیٰ سُنتا ہے اور اس کا ضرورتِ زمانہ کے تحت جواب دیتا ہے اس فریاد کا سلسلہ ایک صدی پر محیط ہے۔ علامہ اقبال، مولانا حالی۔ نواب صدیق حسن خان اور دیگر اکابرین جن کا زمانے کی نبض پر ہاتھ تھا ان سب نے فطرت کی اس آواز کو جو ساز بخشا ان کی دُھنوں کا جوہر یہ تھا ؎

"یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے"

بپا کیوں ہُوا ہے یہ طوفاں یکایک
بتاؤ تو اِس بات کی وجہ کیا ہے
یہی ہے کہ گمراہ تم ہو گئے ہو
نہ پہلا سا علم اور نہ وہ اِتّقا ہے
ہمیں ہے اسی وقت ہادی کی حاجت
یہی وقت اِک رہنما چاہتا ہے